U315 Date 24-12-09

Title - NOOR-E-HAQ

Creator - Sayyed Auliya Qadri,

Publisher - Matba Auhad Afreen (Hyderabad)

Date - 1351 H.

Pages - 120

Subject - Islam - Daawat-o-Tableegh

نورِ حق شمع الٰہی ہے بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اسکو مٹا سکتا ہے کون

نورِ حق

از

سیّد اولیاء قادری

وکیل ہائی کورٹ مستقر ہنمکنڈہ

مطبوعہ

مطبع عہد آفریں

حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ ۔ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بہر طورے کہ خواہی جامہ می پوش
من اندازِ قدت را می شناسم

میں نے جناب حافظ عبدالعلی صاحب وکیل ہائیکورٹ کا رسالہ "تبلیغ حق" دیکھا جس کو عقل و نقل کے خلاف پایا۔ حافظ صاحب موصوف نے رسالۂ تبلیغ میں مرزائیہ جماعت کے اُن اعتقادی مسائل سے بحث فرمائی ہے۔ جن کی تردید میں علماءِ اسلام نے بہت ساری کتابیں لکھیں۔ اور کتاب وسنت (قرآن و حدیث) سے اُن عقاید کو غیر صحیح ثابت فرمایا۔ اس کے باوجود حافظ صاحب ممدوح نے ان ہی مسائل کو نئے طور و انداز سے بشکل تنقیحات رسالۂ تبلیغ میں بیان فرما کر دنیائے اسلام کو مرزائی مشرب کے شرکت کی دعوت دی ہے۔ چونکہ یہ اختلافی مسائل

اعتقاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا جاننا ہر شخص کے لئے ضروری ہے
اس خیال سے کہ کہیں کم علم اور سیدھے سادھے مسلمان ان اختلافی
مسائل کو دیکھ کر مذبذب میں نہ پڑ جاویں اسلئے جواب مباحث رسالہ تبلیغ
کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ تاکہ اہل سنّت و الجماعت کے عقاید اور
اُن کے دلائل معلوم ہو سکیں۔ پس اس رسالہ کو

"نورِ حق"

سے موسوم کر کے جناب مؤلف صاحب "رسالہ تبلیغ" کے مباحث کی بدلائل
عقلی و نقلی تردید کرونگا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

چونکہ اہل سنّت و الجماعت حضرت سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءؑ (ختم کنندۂ نبوت) مانتے ہیں اور
جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ادعاءِ نبوت کو تسلیم نہیں کرتے
اس لیئے اس رسالہ میں اہل سنّت و الجماعت کو "احمدی" سے مخاطب کیا گیا
ہے۔ اور جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ماننے والے حضرات
کو مرزائی سے۔

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے صرف چار امور کو احمدیوں اور
مرزائیوں میں مختلف فیہ قرار دے کر اون سے بحث فرمائی ہے۔ امورِ
اختلافی حسب ذیل ہیں:۔

(۱) کیا حضرت عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ جو مسیحِ امتِ موسیٰؑ تھے آسمان پر

جسمانی و بشری حالت میں زندہ ہیں۔

(۲) اور کیا وہی حضرت عیسیٰ ابن مریم مسیح امت موسوی دوبارہ آسمان سے تشریف لا کر اس امت محمدیہ کی اصلاح فرمائیں گے۔ یا عیسیٰ نفس کوئی اور ہستی اس امت محمدیہ میں اس خدمت کو انجام دیگی اور وہ ہستی مثیل عیسیٰ کہلائیگی جس طرح حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ کہلائے۔

(۳) کیا نبوت کا سلسلہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالکل بند ہو گیا۔ اس طرح کہ اب کوئی نبی تابع شریعت محمدی بھی "یحکم بہا النبیون" کے بموجب احکام قرآنی کو جاری کرنے کے لئے نہیں آ سکتا۔ اور اس بارہ میں قرآنی دلائل کیا ہیں۔

(۴) کیا مرزا غلام احمد صاحب مسیح محمدی ہیں جن کے آنیکا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور ان کا ماننا ضروری ہے۔

چونکہ ان چار امور تنقیح طلب میں تیسرا امر تنقیح طلب مسئلہ ختم نبوت جملہ اختلافات کا سرچشمہ بنا ہوا ہے۔ اس لئے اولاً اسی سے بحث کیجاویگی مرزائیہ جماعت سے متوقع ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے حق و صداقت کی روشنی میں اس رسالہ کا مطالعہ کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش فرمائینگے۔ وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ط

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور آقائے دوجہان سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں اس لئے

حضور انورؐ سے سلسلۂ نبوت و رسالت بالکل منقطع ہو گیا۔ اب کوئی نبی نہیں
آ سکتا۔ جماعت مرزائیہ کا خیال ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سلسلۂ نبوت منقطع نہیں ہوا۔ انبیاء تابع شریعت محمدیہؐ اصلاح
اُمت کے لئے آتے رہیں گے۔ مولف صاحب رسالہ تبلیغ نے اس ادعا
کی تائید میں حسب ذیل دلائل پیش کئے ہیں:۔

(۱) چونکہ قرآن پاک میں اللہ پاک نے حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ موسیٰ فرمایا ہے۔ اس لئے جیسے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور نبی تابع شریعت موسوی آتے رہے ہیں
اسی طرح حضورؐ کے بعد بھی انبیاء تابع شریعت محمدی آتے رہیں گے
البتہ شریعت جدید اب نہیں آ سکتی۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے
سورہ مزمل میں حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ
قرار دیا ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی طرح شریعت
محمدیہ میں انبیاء تابع شریعت محمدی نہ آئیں تو حضورؐ کیوں کر
صحیح طور پر مثیل موسیٰؑ ہو سکیں گے۔ کیونکہ قرآن میں خدا تعالے
نے فرمایا ہے کہ "اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ
نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ۔ ترجمہ۔ ہم نے توراۃ جس میں ہدایت
و نور تھا اوتاری اور اوس کے احکام کے لحاظ سے انبیاء احکام دیا
کرتے تھے۔ دوسری جگہ خدا تعالے نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ

وَ اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔ ترجمہ۔ ہمنے موسٰی کو تو کتاب دی اور موسٰی کے بعد رسولوں کو بھیجا اور عیسٰی ابن مریمؑ کو نشانیاں دیں۔ اور اوس کی تائید روح القدس سے کی۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ :-

(۲) بزرگانِ دین نے بعض صفاتِ الٰہیہ کو امہاتِ صفات سے تعبیر کیا ہے۔ اور وہ صفاتِ الٰہیہ قدیم کہلاتی ہیں جن میں کہ ایک صفت کلام کی بھی ہے۔ اگر سلسلۂ نبوت منقطع ہو جائے تو یہہ صفتِ کلام بھی معطل ہو جائیگی۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیئے کہ قوت تخلیق انبیاءؑ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے معطل ہو گئی ہے۔ اور اس خیال کو اللہ تعالے نے قرآن مجید میں اپنی توہین و بے قدری کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے:-

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ

خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۔ سورۂ انعام۔ ترجمہ۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز کتاب کی قسم سے نہیں اُتاری (یا نہیں اُتاریگا) ایسا کہنے سے اللہ تعالیٰ کی بیقدری ہوتی ہے۔ ان سے کہو کہ موسٰی کی کتاب کس نے اُتاری تھی۔ جس کو تم نے ردی کاغذ بنا رکھا تھا۔ جس میں لوگوں کے لئے ہدایت اور نور تھا۔ جس کو کبھی تو ظاہر کرتے تھے اور زیادہ حصہ تم اوس کا مخفی رکھتے تھے۔ اور اوس کے ذریعہ سے تم کو اور تمھارے آباؤ اجداد کو ان امور کا علم دیا گیا تھا جسکا تم کو علم نہ تھا اون سے کہدو وہ اللہ ہی تھا۔ پھر انہیں ان کی لغویات میں پڑے رہنے دو۔ اسمیں حجت الزامی کے طور پر جواب خفگی آمیز ہے جو خدا موسٰی جیسا نبی پیدا کر سکتا ہے اور توراۃ جیسی کتاب بھیج سکتا ہے وہ کیوں اوسکا مثیل نبی نہیں بھیج سکتا۔ اور کیوں توراۃ جیسی ہدایت نہیں بھیج سکتا۔"

یہی دلائل ہیں جن کی بناء پر جماعتِ مرزائیہ اس بات کی مدعی ہے کہ سلسلۂ نبوت منقطع نہیں ہوا۔

یہاں یہ امر قابلِ اظہار ہے کہ مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے ہر مقام پر اپنی مستدلہ آیت تحریر فرما کر اوس کا ترجمہ کیا۔ اور سورۃ اور رکوع اور آیت کا حوالہ دیا۔ لیکن سورۂ مزمل کی آیت مستدلہ نہ تحریر فرمائی اور نہ اسکا ترجمہ کیا۔ صرف اسقدر تحریر فرمایا کہ "جسطرح سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے

حضورؐ کو مثیلِ موسیٰؑ قرار دیا ہے“۔ یہ فرض فرما کر دنیائے اسلام کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے جگہ حضورؐ کو مثیل موسیٰ علیہ السلام تحریر فرمایا۔ حالانکہ اہلِ سنّت والجماعت حضور محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ حضرت موسیٰ نہیں سمجھتے کیونکہ حضورؐ انور صلی اللہ علیہ وسلم سردار الانبیاء ہیں۔ مثیلِ حضرت موسیٰؑ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ جناب مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کا یہ انداز بیان صحیح نہیں بلکہ ادعا کی تائید میں دلیل پیش کرنی چاہئے ؎

”قولِ بلا دلیل قبولِ خرد نہیں“

یہ تو کمزوری کی دلیل ہے۔ مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کی سب سے بڑی حجت کہ حضورؐ انور مثیل موسیٰؑ تھے قطعاً صحیح نہیں۔ جس آیت کی بنا پر حضورؐ انور کو مثیل موسیٰ کہا جاتا ہے وہ حسبِ ذیل ہے:-

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ط (سورۂ مزمل)	ترجمہ۔ بیشک ہم نے تمہارے پاس رسول کو بھیجا ہے جو تم پر گواہی دیگا جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

آیتِ مذکورہ سے نہ حضورِ انور مثیلِ موسیٰ ثابت ہوتے ہیں اور نہ آیت میں موسیٰ کا نام نامی مذکور ہے اور نہ موسیٰ ہی ہونے کا قطعی قیاس قائم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ فرعون کی طرف موسیٰ اور ہارونؑ بھیجے گئے تھے اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِیْ وَ لَا تَنِيَا فِیْ ذِكْرِیْ۔ سورۂ طٰهٰ ترجمہ۔ آپ

اور آپ کے بھائی میری نشانیاں (معجزات) لے کر جاؤ۔ اور میرے ذکر کے پہنچانے میں سستی نہ کرو۔"

اگر آیت مذکور میں رسول فرعون سے صرف موسیٰؑ ہی مراد لئے جائیں تب بھی حضور انور کن الفاظ سے مثیل موسیٰؑ ثابت ہوتے ہیں بلکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح موسیٰؑ فرعون کیطرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اسی طرح حضور انور بھی تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ یہاں مشارکت صرف نفس رسالت میں ثابت ہوتی ہے۔ اور نفس رسالت جملہ انبیاءؑ میں مشترک ہے۔

وَ تَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ مَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ سورۂ بقرہ

ترجمہ۔ کہو ایمان لائے ہم اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے۔ اور جو اتاری گئی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور یعقوبؑ اور اون کی اولادؑ پر اور جو دیگئی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے نبیوں کو اللہ کی طرف سے۔ ہم ان انبیاؑ سے کسی میں تفریق نہیں کرتے۔ اور ہم اس کیلئے مطیع ہیں۔

غرضکہ نفس نبوت و رسالت میں کوئی تفریق نہیں کیجا سکتی چنانچہ آیات ذیل میں بھی کَمَا اَوْحَیْنَا وغیرہ ارشاد ہوا ہے

اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا اَوْحَیْنَا ۔ ترجمہ۔ اے محمدؐ ہم نے آپکی طرف وحی اسطرح

اِلیٰ نُوحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنۢ بَعْدِہٖ وَ
اَوْحَیْنَا اِلیٰ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ
وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَ
ھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ وَاٰتَیْنَا
دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۔ سورۂ نساء ۔

وحی بھیجی جسطرح ہم نے نوحؑ اور ان
کے بعد کے انبیاءؑ پر بھیجی تھی ۔ اور
جسطرح وحی بھیجی تھی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور
اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر اور
عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ
اور سلیمانؑ پر اور دی ہمنے داؤدؑ کو زبور

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا
وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ
اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا
بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ
اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا
فِیْہِ ۔ سورۂ شوریٰ ۔

ترجمہ۔ اللہ پاک نے آپ کے لئے بھی وہی
دین کا راستہ مقرر فرمایا ہے جو نوحؑ کا تھا
اور آپ کے لئے بھی ہمنے وہی دین مقرر
کیا ہے جو ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو
دیا تھا تاکہ تم سب لوگ مل کر دین کو قائم
رکھو اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالو ۔

آیاتِ مذکورہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؐ انور بھی ایک رسول ہیں
آپکی طرف بھی اسی طرح وحی بھیجی گئی ہے جس طرح اور انبیاءؑ کی طرف بھیجی گئی
تھی اور آپکو بھی اسی طرح دین دیا گیا ہے جس طرح نوحؑ اور ابراہیمؑ اور
موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا گیا تھا۔ مقصود کَمَآ اَرْسَلْنٰکَ کا وہی ہے جو مذکورہ
آیتوں میں کَمَآ اَوْحَیْنَا وغیرہ کا ہے ورنہ اِنَّآ اَوْحَیْنَا اور شَرَعَ لَکُمْ
مِّنَ الدِّیْنِ کے آیات کے استدلال سے یہ حجت کیجا سکتی ہے کہ حضورؐ انور
مثیل نوحؑ اور ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰق و یعقوبؑ و عیسیٰؑ و ایوبؑ و یونسؑ

ہرونؑ وسلیمانؑ وغیرہ تھے۔ اور لطف یہ ہے کہ اِنَّا اَوْحَیْنَا کی آیت میں خود موسیٰؑ کا ذکر نہیں آیا۔ البتہ سورۂ شوریٰ کی آیت میں دیگر انبیاءؑ کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کا ذکر آیا ہے۔ جب سورۂ مزمل کی آیت سے حضورِ انورؐ کو مثیلِ موسیٰؑ قرار دیا جاسکتا ہے تو بطریقِ اولیٰ اِن دو مذکورہ آیتوں سے حضورِ انورؐ کو اور انبیاءؑ کا مثیل قرار دینا پڑیگا۔ اِس بحث کا یہ نتیجہ نکلا کہ حضورِ انورؐ آیت سورۂ مزمل سے مثیلِ موسیٰؑ قرار پاتے ہیں اور نہ دیگر آیات سے مثیلِ دیگر انبیاءؑ۔ مثال کلی بھی ہوتی ہے اور جزئی بھی۔ جیسے زید کو شیر کہا جائے یا خالد کو قمر یا عمرو کو حاتم تو اس سے صرف کسی خصوصیت کا مثیل میں ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور آیتِ شریف سورۂ مزمل میں اسی طرح نفسِ رسالت کا اثبات مقصود ہے۔ اگر یہ بحث تسلیم نہ کی جائے تو مثیل ہونیکی حیثیت سے حضورِ انورؐ میں بھی وہی خصوصیات ہونی چاہئیں تھیں جو موسیٰؑ میں نہیں۔ مثلاً

(۱) موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ بھی پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے اور حضورِ انورؐ کے ساتھ کوئی نبیؑ شریک نہ تھا۔

(۲) حضرت موسیٰؑ صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور حضورِ انورؐ کافۃ النّاس کی طرف مبعوث ہوئے۔

(۳) توراۃِ موسیٰؑ منسوخ ہوگئی اور دینِ موسویؑ منسوخ لیکن نہ حضورؐ کی کتاب (قرآنِ پاک) منسوخ ہوئی اور نہ ہوگی۔ اور نہ دینِ محمدیہؐ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۴) حضرت موسیٰ کوہ طور پر اللہ پاک سے مشرف بہ ہمکلامی ہوئے اور وہیں تجلیٔ رب سے بیہوش ہو کر گر گئے۔ اور حضورؐ انور لامکان تشریف لیگئے۔ اور ذاتِ باری تعالیٰ کا مشاہدہ فرمایا۔ وو بدو باتیں ہوئیں۔ مقاماتِ قُرب سے مفتخر ہوئے۔ وہاں لَنْ تَرَانِیْ یہاں اُدْنُوْ مِنِّیْ۔

(۵) موسیٰ کو توراۃ پاک وقتِ واحد میں کوہِ طور پر عنایت ہوئی۔ اور حضورؐ انور کو قرآن پاک باوقاتِ مختلف عطا ہوا۔

(۶) موسیٰ کی زبانِ مبارک میں لکنت تھی۔ اور حضورؐ انور افصح العرب والعجم تھے۔

(۷) موسیٰ نے حقتعالےٰ سے دعا فرما کر اپنی امت پر متعدد عذاباتِ الٰہی نازل کرائے۔ اور قارون کو مع مال ومنال زمین میں دھنسوایا اور فرعون وہامان کو اون کی سرکشیوں کی وجہ غرقاب اور سامری کو مبتلائے عذابِ الٰہی کرایا۔ مگر حضورؐ انور سے کفار و نکی نسبت بددعا کرنیکی خواہش کیجاتی ہے تو حضورؐ انور ارشاد فرماتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ یْ قَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ قَدْرِیْ۔ ترجمہ۔ اے قادر دانا اس ظالم وجاہل قوم کو ہدایت دے کہ وہ میری قدر نہیں جانتی۔

(۸) موسیٰ کے بعد تابع شریعتِ موسوی بہت سارے انبیاء آئے۔ لیکن شریعتِ محمدؐیہ میں بجز مسیلمہ کذاب اور جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور کوئی قابلِ ذکر مدعیٔ نبوت نہیں ہوا۔ اور دنیائے اسلام نے ان ہر دو مدعیانِ نبوت کی نہایت شدومد کے ساتھ تغلیط کی جو

بجائے خود درست ہے۔ اور صدہا امور ہیں جنکا ذکر باعث طوالت ہے امور مظہرہ سے دیگر امور کا قیاس کیا جاسکتا ہے۔ تمام مخصوص خصائص موسوی مثیل موسیٰ میں ہونا ضروری تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور انور کو کسی رسول و نبی سے مشابہت دینا سوء ادبی ہے چہ جائیکہ حضرات مرزا یہ حضور انور کو مثیل موسیٰ قرار دیتے ہیں۔ یہ کسقدر گستاخی ہے ؎

نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را ٭ برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

کیونکہ جس سے مثال دیجاتی ہے مثیل سے عالی مرتبت ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور انور کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور آپ پر نبوت و رسالت ختم فرمائی۔ آپ کو سردار الانبیاء و المرسلین بنایا اور جملہ انبیاء کے معجزات آپ کو عطا فرمائے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ٭ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

قرآن پاک جیسی محترم کتاب دی اور آپکو مبعوث فرما کر تمام ادیان و کتب سماوی کو منسوخ فرمادیا۔ آپکو خطابات مزمل۔ مدثر۔ طٰہٰ۔ یٰسین سے سرفراز فرمایا۔ مقام محمود دینے کا وعدہ فرمایا۔ شفاعت عظمیٰ کے لئے ماذون فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی بے مثال دولت سے مالا مال فرمایا۔ اور آپکی تشریف آوری کی اطلاع ہر کتاب کے ذریعہ دی۔ اور ہر پیغمبر اپنی امت کو مطلع کرتے رہے جن کے توراۃ و انجیل پاک شاہد ہیں اور آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ الخ گواہ عادل

بذریعہ حدیثِ قدسی باریتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ۔ ترجمہ اے نبیؐ اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں یہ دنیا و مافیہا کو پیدا نہ کرتا ہے

تو اصلِ وجودِ آمدی از نخست ٭ دیگر ہرچہ موجود شد فرعِ تست

حضور انور علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا ارشاد ہے کہ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنْ نُوْرِيْ (ترجمہ میں اللہ پاک کے نور سے ہوں اور جملہ مخلوقات میرے نور سے) کہاں موسیٰ علیہ السلام اور کہاں حضور محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ يَا مُوْسٰى اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى کے مسافر کو فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے مہمان سے کیا مناسبت ۔ کہاں سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ کا مطلوب اور کہاں مہمانِ کوہ طور ۔ کہاں خاتم الانبیاء اور کہاں حضرت موسیٰؑ ۔ ع

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

حضور محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر آج حضرت موسیٰؑ بھی ہوتے تو ان کو بھی میری رسالت کی تصدیق کرنی پڑتی اور میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا ۔ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ رواہ احمد و البیہقی فی شعب الایمان عن مشکوٰۃ ص۲۲ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

وَاِذۡ اَخَذَ ... ثُمَّ عَلٰی ذٰلِکُمۡ اِصۡرِیۡ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا قَالَ فَاشۡهَدُوۡا
وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِیۡنَ ۔ سورہ آلِ عمران ۔ ترجمہ اور جبکہ
اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جو کچھ تم کو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے
پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اوسکا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر
اعتقاد بھی لانا اور اوسکی طرفداری بھی کرنا فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور
اس پر میرا عہد قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا
اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں "۔
حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں عُلَمَآءُ
اُمَّتِیۡ کَاَنۡبِیَآءِ بَنِیۡۤ اِسۡرَآئِیۡلَ (ترجمہ) میرے امت کے علماء بنی اسرائیل
کے انبیاء کی طرح ہیں) جبکہ حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت
کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور انبیاء بنی اسرائیل میں حضرت
موسٰیؑ اور حضرت عیسٰیؑ شامل ہیں تو مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ انصاف وصداقت
کے ساتھ غور فرمائیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح مثیل موسٰی
کہے جاسکتے ہیں۔ حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسٰیؑ کہنا
گویا آفتاب کو ذرہ کا اور دریا کو کوزہ کا مثیل کہنا ہے۔ اشعار صاحب بردہ
وَکُلُّهُمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ مُلۡتَمِسٌ ٭ غَرۡفًا مِّنَ الۡبَحۡرِ اَوۡ رَشۡفًا مِّنَ الدِّیَمِ
(ترجمہ) ملتمس ہیں سبھی سب بیشک رسول اللہ سے ٭ ہو عطا دست سخا سے جرعہ آب کرم
وَوَاقِفُوۡنَ لَدَیۡهِ عِنۡدَ حَدِّهِمۡ ٭ مِنۡ نُّقۡطَةِ الۡعِلۡمِ اَوۡ مِنۡ شَکۡلَةِ الۡحِکَمِ
(ترجمہ) اپنے حد مرتبہ پر سب کھڑے ہیں روبرو ٭ جیسے نقطہ حرف میں اعراب لفظوں میں ہم

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ ٭ فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ
(ترجمہ) ہیں شراکت سے منزہ سب محاسن میں حضور ٭ جوہر حسن رسول اللہ ہے غیر منقسم

دیگر

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ ٭ مِنْ وَجْھِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ ٭ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

غرض کہ اس تمام مباحث سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضور انور مثیل موسیٰ نہ تھے اور جب حضور انور مثیل موسیٰ نہ تھے تو پھر یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ کی بحث کس طرح باقی رہتی ہے۔ اس بحث سے جماعت مرزائیہ کی اہم اور بنیادی حجت کا خاتمہ ہو گیا۔

دوسری حجت مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے یہ پیش کی ہے کہ:-
"اگر شریعتِ محمدیہ میں متبع انبیاء نہ آئیں تو صفت کلام حق تعالیٰ معطل و بیکار ہو جائیگی یا دوسرے الفاظ میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی قوتِ تخلیقِ انبیاءؑ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے معطل ہو گئی ہے"۔

یہ حجت بھی صحیح نہیں کیونکہ مرزائیہ حضرات یہ مانتے ہیں کہ حضرت حضور انور کی بعثت کے بعد کوئی رسول یا نبی صاحب شریعت و کتاب نہ آئے گا۔ ایسی حالت میں یہاں وہی اعتراض وارد ہو گا کہ خدائی علیم و قدیر کی وہ قوتِ تخلیق انبیاءؑ و مرسلین صاحب شریعت و کتاب معطل ہو گئی جو بڑی قوت تھی اور جب بڑی قوت معطل ہو گئی ہے تو پھر ظلی اور متبع انبیاء

پیدا کرنیکی قوت معطل ہو جائے تو اس کا کیا رونا۔ جب اللہ پاک کی موسیٰ اور عیسیٰ اور نوح اور داؤد و ابراہیم و حضور انور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے زبردست اور صاحب شریعت و کتاب انبیاء و مرسلین پیدا کرنیکی قوت معطل ہوگئی ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ قوتِ تخلیق اللہ پاک کی معطل نہیں بلکہ موجود ہے۔ مگر چونکہ نبوت و رسالت کو ختم فرما دیا گیا ہے اور حضرت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کے نہ بھیجنے کا وعدہ کیا گیا ہے اس لئے حسب وعدہ خود اب تخلیق نہ فرمائیگا۔ کیونکہ یہ سنتِ الٰہی کے خلاف ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ (ترجمہ۔ اللہ پاک سے کون زیادہ سچ کہنے والا ہے) وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا۔ (ترجمہ۔ اللہ پاک کا وعدہ صحیح ہے) ظلی اور متبع انبیاء کے نہ تخلیق فرمانے سے اللہ پاک کی قوت تخلیق کسطرح معطل سمجھی جا سکتی ہے۔ اور اس میں اللہ پاک کی کیا بے قدری ہوگی۔

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ:-

> اگر متبع انبیاء کے آنے سے انکار کیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قوت تخلیقِ انبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے معطل ہو گئی۔ اور اس خیال کو حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی بے قدری کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِذْ قَالُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ۔ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِہٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّ ھُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَہٗ قَرَاطِیْسَ

تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْراً وَّعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ۔ ترجمہ (اور جو لوگ یہہ کہتے ہیں کہ کسی بشر پر اللہ تعالےٰ نے کوئی کتاب نہیں اتاری ایسا کہنے سے اللہ پاک کی بے قدری ہوتی ہے۔ ان سے کہو کہ موسیٰؑ کی کتاب جس میں آدمیوں کے لئے نور اور ہدایت تھی کس نے اتاری جسکو تم نے ردی کاغذ بنا رکھا تھا جس کو کبھی تو ظاہر کرتے تھے اور اکثر مخفی رکھتے تھے۔ اور اوس کے ذریعہ تمکو اور تمہارے باپ دادا کو ان امور کا علم دیا گیا تھا جس کا تمکو علم نہ تھا۔ وہ اللہ ہی تھا۔ پھر ان کو اپنی جھک جھک میں چھوڑ دو۔" انتہا۔

آیت مرقومہ کا یہ منشا ہے کہ منکرین حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک کے نزول سے منکر تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ انسان پر کتاب نازل نہیں ہو سکتی اس پر اللہ پاک حضور انور سے ارشاد فرماتا ہے کہ حضور آپ ان منکرین سے دریافت فرمائیے کہ موسیٰؑ پر توراۃ کس نے نازل کی تھی۔ جس ذات نے موسیٰؑ پر توراۃ نازل کی تھی اُس قادر مطلق کی ذات نے مجھپر بھی قرآن پاک نازل فرمایا۔ اگر اُس ذات پاک کو اس طرح نازل کرنے کی قدرت نہ تھی تو پھر موسیٰؑ پر کس طرح توراۃ نازل کیجا سکتی تھی۔ یہ منکرین اس طرح انکار سے اللہ پاک کی بے قدری کرتے ہیں۔ اب آپ انصاف فرمائیے کہ اللہ پاک نے یہ کہاں فرمایا کہ تخلیق انبیاءؑ کے کفار منکر ہیں اور اُن کے اس انکار سے میری بے قدری

ہوتی ہے۔ غرض کہ مولف صاحب رسالہ تبلیغ نے جس ادعا کی تائید میں آیت مرقومہ کو پیش فرمائی ہے صحیح نہیں ہے۔ اور اس سے اون کا ادعا ثابت نہیں۔ مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کی یہ عجب حجت ہے کہ:-

" اگر سلسلۂ نبوت منقطع ہو جائے تو صفت کلام الٰہی بھی معطل ہو جائیگی۔ حالانکہ یہ صفت امہات صفات الٰہی سے ہے "

میں مؤلف صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ صفت کلام صرف انبیاء ہی سے متعلق ہے یا اللہ پاک دیگر مخلوقات سے بھی کلام فرماتا ہے (ضرور فرماتا ہے) جیسا کہ آیات ذیل سے ظاہر ہے:-

(۱) بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔ سورۂ زلزال۔ ترجمہ بیشک تیرے ربِ پاک نے اوس کی طرف وحی کی۔

(۲) وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى۔ سورۂ قصص۔ ترجمہ۔ اور وحی کی ہم نے موسٰی کی والدہ کی طرف۔

(۳) وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ سورہ نحل۔ ترجمہ۔ اور وحی کی تیرے ربِ پاک نے شہد کی مکھی کی طرف۔

(۴) وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ۔ سورۂ مائدہ۔ اور جس وقت وحی بھیجی میں نے حواریوں کی طرف۔

جب اللہ پاک دوسری مخلوقات سے بھی کلام فرماتا ہے تو یہ صفت محض انبیاء سے کلام نہ فرمانے سے کسطرح معطل ہو جائیگی۔ طریقۂ کلام الٰہی کے متعلق جس آیت کو تحریر فرمایا گیا ہے اوس آیت سے طریقۂ کلام کے

تین اقسام بتلائے گئے ہیں۔ (۱) بذریعۂ وحی (۲) بذریعۂ پردہ۔ (۳) بذریعۂ فرشتہ۔ مرزا صاحب صرف وحی کا ادعا فرماتے ہیں۔ ایسی صورت میں قوت کلام بذریعۂ پردہ و فرشتہ معطل ہو گئی۔ جب یہ دو صفات معطل ہو گئی تو پھر قوت کلام بذریعۂ وحی کے تعطل سے اللہ میاں کیوں خفا ہونے لگے۔ بحث تعطل قوتِ تخلیق انبیاء کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ قدیر و توانا نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو بغیر مادر و پدر اور حضرت عیسیٰ کو بغیر پدر پیدا فرمایا۔ اور اوس میں اس طرح پیدا فرمانیکی قوت ہے۔ لیکن آپ فرمائیے کہ ان تینوں کے سوا کسی اور کو اس طرح پیدا فرمایا۔ اس طرح پیدا نہ فرمانیکی کیا وجہ ہے۔ کیا آپ یہ فرما سکتے ہیں کہ کیا یہ قوت خدائے پاک کی معطل ہو گئی اسی طرح روز الست میں جملہ کائنات کو بحکم کن اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخلوق فرمایا یعنی آسمانوں زمینوں، پہاڑوں، دریاؤں، جنگل، بہشت و دوزخ، ملائکہ، انسان، جنات وغیرہ کو مخلوق فرمایا۔ لیکن اس کے بعد پھر کبھی آجتک نہ کن فرمایا اور نہ قبل حشر اجساد فیکون فرمائیگا۔ حالانکہ اس کی یہ قوت علیٰ حالہٖ باقی ہے وَاِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ۔ سورۂ یٰسین۔ ترجمہ۔ اور جب چاہا کسی شئی (پیدا کرنے) کو تو فرماتا ہے۔ کن (ہو) پس وہ شئی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر حضور انور کے بعد بھی انبیاء کو نہ بھیجے تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

غرض کہ جماعتِ مرزائیہ کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں کہ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت باقی رہے۔ اس پورے رسالۂ تبلیغ میں کوئی آیت قرآنی یا حدیثِ نبوی تحریر نہیں فرمائیگی کہ اوس سے ابقاء سلسلۂ نبوت ثابت ہو۔

اب اہل سنت والجماعت کے دلائل نسبت انقطاع سلسلۂ نبوت تحریر کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۔ سورۂ احزاب

ترجمہ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ پاک کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں یعنی ختم کنندۂ نبوت ہیں۔ اور اللہ پاک ہر چیز کو خوب جانتا ہے"۔

خود خدائے علیم وخبیر ارشاد فرماتا ہے کہ حضور انور خاتم الانبیاءؑ والمرسلینؑ (نبوت ختم فرمانے والے) ہیں۔ پھر اب کسطرح انبیاءؑ آوینگے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ سورۂ نسا۔ ترجمہ" اللہ پاک سے کون زیادہ سچ کہنے والا ہے"۔ اور یہ امر بالکل اصُول فطرت کے موافق ہے کہ ہر اوس شئی کے لئے انتہا و اختتام بھی ضروری ہے جسکی ابتدا ہو۔ پس نبوت ورسالت کیلئے بھی انتہا و اختتام لازمی ہے۔ جسکی ابتداء سیدنا آدمؑ سے ہوئی۔ پس اسکا اختتام حضورؐ انور پر ہوا۔ اب کوئی نبی نہیں آسکتا ورنہ یہ ارشاد خداوندی اور سنت الٰہی کے خلاف ہوگا۔ یہاں یہ بحث بھی کی جاسکتی ہے (جس طرح جماعت مرزائیہ کا خیال ہے) کہ آیتِ مذکورہ سے متبع اور ظلی نبی کا امتناع نہیں ہے۔ چونکہ

آیت مرقومہ میں نفس نبوت کے اختتام کا ذکر ہے ایسی صورت میں ہر قسم کی نبوت خواہ وہ ظلّی ہو کہ غیر ظلّی داخل ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضورِ انور کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ جماعتِ مرزائیہ کا خیال ہے کہ "آیت مذکورہ میں لفظ خاتم کے معنی مُہر کے ہیں۔ چونکہ حضورِ انور افضل الانبیاء ہیں اسلئے نبوت پر حضور کی مُہر ثبت ہے۔ آپ ختم کنندۂ نبوت نہیں۔ یہ بحث ہرگز صحیح نہیں ہوسکتی۔"

لغتِ عرب میں خاتم بمعنی آخر کے آرہے ہیں۔ چنانچہ لسان العرب (عرب کی مستند لغت ہے) میں خاتم القوم بمعنی آخرہم۔ آرہے ہیں اس لحاظ سے خاتم النّبیّین بمعنی آخر النّبیّین۔ ختم النّبیّین کے ہونگے۔ اور قرأت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں "ختم النّبیّین" آیا ہے جس کے بعد کوئی جھگڑا ہی نہیں رہتا ہے۔ اور قرآن پاک میں اس آیت شریف کے خلاف کوئی ایسی آیت نہیں کہ جس سے سلسلۂ نبوت کا اجراء ظاہر ہوتا ہو یا کسی حدیث شریف سے اس ادعار کی تائید ہوتی ہو۔ بلکہ احادیث شریف سے حسب عقائد اہل سنّت والجماعت سلسلۂ نبوت ورسالت کے انقطاع کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ حضورِ انور ارشاد فرماتے ہیں کہ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ترمذی شریف۔ ترجمہ۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول کیونکہ نبوت ورسالت میری بعثت کے بعد منقطع ہوگئی ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ۔ ترجمہ۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو

وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے"۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے:۔

سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ ترمذی شریف	ترجمہ۔ میری امت میں تیس کذّاب پیدا ہونگے۔ وہ ہر ایک نبی ہونے کا دعوے کریگا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں کہ کوئی نبی میرے بعد نہیں ہے"۔

اور بھی صحاح کے احادیث ہیں جو بخوف تطویل درج نہیں کئے گئے

یہ امر مسلمہ ہے کہ ابتدائے نبوت و رسالت سے حضور انور کی بعثت تک کسی نبی و رسول اولوالعزم و صاحب شریعت و کتاب نے اپنے شریعت و کتاب کے کامل و مکمل ہونیکا ادعا نفرمایا تھا۔ حضرت نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰ۔ اور جسقدر انبیاءؑ و مرسلینؑ یکے بعد دیگرے اپنے اپنے وقت پر کسی قوم و ملک کی اصلاح کے لئے تشریف لائے۔ اور اپنے اپنے کتابوں کے لحاظ سے احکام دیتے رہے۔ اور اپنی شریعت کی تبلیغ کرتے رہے۔ اور بعض ایک دوسرے کے احکام کی نسخ کرتے رہے۔ غرض کہ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک عمل ہوتا رہا۔ وَ لِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ۔ سورۂ آل عمران۔ ترجمہ اور تا کہ حلال کروں بعض ان چیزوں کو جو تم پر حرام کیگئی تھیں (بذریعۂ انجیل پاک)۔ ان تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ کے بعد خدائے قدیر و علیم نے ایک ایسے رسولِ امی کو بھیجا جو تمام کائنات کے لئے بشیر و نذیر و مصلح و ہادی تھا۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ہ سورۂ فرقان ترجمہ

وہ بہت برکت والی ذات ہے جس نے اپنی بندۂ خاص (حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک اُتارا تا کہ عالمون کے لئے ڈرانیوالا ہو۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۔ سورۂ فرقان ۔ ترجمہ اور نہیں بھیجا ہمنے آپکو (اے محمدؐ) مگر بشیر و نذیر بنا کر" تا کہ حضورؐ انور کے تشریف آوری کے بعد کسی قوم و ملک کو وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ ترجمہ جبتک ہم کسی رسول کو نہ بھیجین کسی ملک و قوم پر اپنا عذاب نازل نہیں کرتے" کی حجت باقی نہ رہے۔ حضورؐ انور کی بعثت کے ساتھ دیگر انبیاءؑ و مرسلینؑ کی کتابوں اور شریعتوں کو منسوخ فرما دیا گیا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔ سورۂ فتح

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی وہ برتر و قدیر ذات ہے کہ جسنے اپنے رسول پاک کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تا کہ اوسکو تمام ادیان پر غالب کرے اور اسبات کا اللہ پاک کافی گواہ ہے"

اس ہی مفہوم کی اور آیات ہیں۔ پس حضورؐ انور ناسخ ادیان و شرائع سابقہ ہیں۔ اور کتب سابقہ کے بھی منسوخ کنندہ۔ اور اب کوئی شریعت جدید نہیں آسکتی یا بالفاظِ دیگر حضورؐ انور خاتم الادیان والشرائع والکتب ہیں جب حضورؐ انور خاتم الادیان والشرائع ہیں تو پھر حضورؐ انور کا خاتم الانبیا بھی ہونا لازمی ہے اسی وجہ سے اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم لے غایت سے حضورؐ انور کے دین کو منتخب فرما لیا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے کہ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ سورۂ مائدہ۔ ترجمہ۔ آج کے دن کافر تمھارے دین سے نا اُمید ہوگئے سو اون سے نہ ڈرو مجھہ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تم لوگون کے لئے تمھارے دین کو کامل کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں۔ اور تمھارے لئے میں نے دینِ اسلام کو پسند کیا۔

جب کہ اللہ پاک نے اپنی نعمتیں پوری فرما دیں۔ اور نبوت نعمائے الٰہی میں سب سے بڑی نعمت ہے تو پھر اب سلسلہ نبوت کیسے باقی رہ سکتا ہے۔ اگر سلسلۂ نبوت کو ختم نہ فرمایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت پوری کس طرح ہوگی۔ اسی سے ثابت ہوا کہ سلسلۂ نبوت بالکل ختم ہوگیا۔ لَقَدْ کَانَ فِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْآخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۵ سورۂ احزاب ترجمہ۔ تم لوگون کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسولؐ اللہ کا عمدہ نمونہ موجود ہے"

جب کہ مسلمانون کیلئے یہ عمدہ نمونہ موجود ہے تو اوس کو چھوڑ کر دوسری نمونون کی طرف کس طرح توجہ کی جاسکتی ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۵ سورۂ انبیاء۔ ترجمہ۔ اور ہم نے آپکو عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا ہے" ہم کو رحمتِ کاملہ چھوڑ کر دوسری رحمت کے تلاش کی کیا ضرورت ہے۔ اس مسئلہ پر ایک اور طرح بھی غور کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں

انبیاء کی اوس وقت ضرورت ہوتی ہے جب کہ تعلیمات الٰہی (کتب سماوی) میں تغیر و تحریف ہو جائے۔ اور یہ مسلّمہ ہے کہ قرآن پاک میں نہ تحریف ہوئی اور نہ قیامت تک تحریف و تغیر ہو سکیگا۔ کیونکہ ارشاد باری ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ؕ ترجمہ "ہمنے قرآن پاک نازل فرمایا اور ہم اوس کے محافظ ہیں"۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ؕ سورہ اعراف۔ ترجمہ "جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جنکو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جنکی صفت یہ بھی ہے) وہ ان کو نیک کاموں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو اون کے لئے حلال کرتے ہیں۔ اور گندی چیزوں کو اون پر

حرام فرماتے ہیں اور اون لوگوں پر جو بوجھہ اور طوق تھے اون کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی امیؐ موصوف پر ایمان لاتے ہیں اور انکی حمایت کرتے ہیں اور اونکی مدد کرتے اور اوس نور کی اتباع کرتے ہیں جو اون کے ساتھہ بھیجا گیا۔ ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ اے دنیا جہان کے لوگو میں تم سب کی طرف اوس اللہ پاک کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں۔ وہی زندگی دیتا ہے۔ اور وہی موت دیتا ہے سو ایسے اللہ پاک پر ایمان لاؤ اور اوس کے ایسے نبیٔ امی پر بھی جو کہ خود اللہ پر اور اوس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے اور نبیٔ امی کی اتباع کرو تاکہ تم راہِ راست پر آجاؤ"۔

اس آیتِ شریف سے کئی امور ظاہر ہوتے ہیں۔ جن کو شرح وبسط کے ساتھہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو اہل عالم کے لئے (جو اسوقت موجود تھے اور تا قیام قیامت تک آنے والے ہیں) پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔ اور حکم دیا گیا کہ جو لوگ فلاح ونجات کے متلاشی ہیں اون کے لئے نبی امی اور قرآن پاک کی اتباع لازمی ہے۔ اور یہ بھی ارشاد ہے کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ سورۂ عمران ۱۔ ترجمہ" اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ

اگر تم لوگ اللہ پاک کے ساتھ محبت کرنا چاہتے ہو تو آؤ، میری اتباع کرو۔ اور یہ مسلم ہے کہ قیامت تک قرآنی احکام میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا اور امت مرحومہ پر اتباع نبی امی لازمی ہے اور بدون اتباع نبی امی فلاح و نجات نہیں مل سکتی۔ پس آپ غور فرمائیے کہ پھر دوسرے نبی کی کیا ضرورت قرآن کریم موجود ہے اور اوسکے احکام میں تغیر ہو نہیں سکتا۔ نبی امی کی اتباع چھوٹ نہیں سکتی۔ جب نبی کی کوئی ضرورت نہیں تو اللہ تعالے جس کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا پھر انبیا کو کسطرح بھیجیگا۔ اور سلسلۂ نبوت کیوں باقی رکھیگا۔ دوسری جگہ ارشاد باری ہے کہ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ سورہ عمران ترجمہ تم میں ایسے لوگ بھی ہونے چاہیئے جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائیں اور حکم دیا کریں اوامر کا اور منع کریں منہیات سے اور وہی لوگ فلاح پائے ہوئے ہیں " اور حضور انور ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ۔ ترجمہ۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ یعنی تبلیغی کام انجام دیتے ہیں۔" اور ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ سورۂ ۔ ترجمہ۔" تحقیق اللہ پاک سے بندگان خدا میں علماء ہی ڈرتے ہیں"۔ پس جب آیات و حدیث مرقومہ بالا یہ کام امت کے علماء اور صلحاء انجام دیتے ہیں تو پھر نبی کی کیا ضرورت۔ اس سے بھی اختتام نبوت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

اور اس قسم کے بیسوں دلائل ہیں۔ لیکن بخوف تطویل کلام بیان نہیں کرونگا۔

اب اصل مضمون کی جانب متوجہ ہوتا ہوں۔ بفرض غلط خاتم کے معنی حسب خیالات جماعت مرزائیہ مُہر کے بھی لئے جائیں تب بھی اس سے سلسلہ نبوت کا ابقاء ثابت نہیں ہوتا۔ ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے کہ جب کوئی کتاب یا خط یا مراسلہ لکھتے ہیں تو اختتام پر تمت یا فقط لکھتے ہیں یا لکیر کھینچتے ہیں یا مہر کر دیتے ہیں جس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ مضمون ختم ہو گیا۔ اب کچھ باقی نہیں رہا۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء سے کتاب نبوت پر مُہر ثبت کرا دی اب آگے کسی قسم کا کوئی مضمون (نبوت) نہیں آ سکتا بالفاظ دیگر وہی ختم کنندہ نبوت کے بھی معنی ہوئے۔

ایک اور مثال پیش کرتا ہوں کہ جب ہم کسی قیمتی شئی کو کسی کے پاس بھیجتے ہیں یا اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں تو اس کو کسی صندوق یا لفافہ یا پیاکٹ میں بند کر کے اس پر قفل یا چٹھی لگا دیتے یا مُہر کر دیتے ہیں۔ اور وہ پیاکٹ یا لفافہ یا صندوق کسی معتمد علیہ یا ریلوے یا ٹپہ کے ملازمین کے حوالہ کر دیتے ہیں اسطرح مہر لگا کر حوالہ کرنے کے بعد اس میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ اور جب حضور انور کسی قیمتی شئی (نبوت و رسالت) کو سربمہر لفافہ میں رکھ کر مہر ثبت فرما کر دنیا سے پردہ فرماتے ہیں تو پھر کس کو یہ حق حاصل ہو سکیگا کہ وہ سربمہر لفافہ کھول سکے۔ الغرض اس

تمام بحث کا یہ خلاصہ ہے کہ سلسلۂ نبوت بالکل منقطع ہوگیا۔ اب تا قیام قیامت کوئی نبی نہ آسکیگا۔

مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے اس مسئلہ اختلافی کی بحث میں ضمناً یہہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں جہان جہان عیسیٰ اور مسیح کا نام آیا ہے اوس کے ساتھ ہی ابن مریم کا لفظ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ خدائے علیم و قدیر کے علم میں یہ امر پہلے سے تھا کہ ایک عیسیٰ اور مسیح غیر ابن مریم بھی ہونیوالا ہے۔ اور یہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب دو آدمی ایک نام کے ہوتے ہیں تو ان میں سے متعین کرنے کے لئے کسی ایک کے ساتھ کوئی صفت یا خصوصیت یا کم از کم ابنیت کا اضافہ کرنا پڑتا ہے تاکہ مخاطب کو معلوم ہوسکے کہ ہمارا کس شخص سے مقصود ہے۔ پس خدا کے علم میں یہ چیز تھی کہ جسطرح سیدنا موسیٰ کے بعد ایک عیسیٰ ابن مریم اپنی صداقت کی نشانیان توراۃ میں سے لوگون کو بتلاتا تھا اسی طرح مثیل موسیٰ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ نبوت میں ایک اور عیسیٰ اور مسیح بھی آئیگا۔ اور وہ بھی اپنی بینات اور نشانیان قرآن کریم میں سے لوگون کو بتلائیگا۔ انتہا۔

مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ کا یہ ادعا کہ قرآن حکیم میں جہان جہان عیسیٰ یا مسیح کا نام آیا ہے وہاں ابن مریم کا اضافہ ہے صحیح نہیں بلکہ کئی مقامات میں صرف عیسیٰ یا مسیح کا لفظ آیا ہے اور وہان مسیح ابن مریم ہی کے معنی ہیں چنانچہ آیاتِ ذیل مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ

کے ادعا کی تکذیب میں پیش ہیں۔

(۱) لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ (سورہ نساء)

(۲) قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ (سورہ مائدہ)

(۳) وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ۔ (سورہ انعام)

(۴) فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ (سورہ آل عمران)

(۵) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔ (سورہ آل عمران)

(۶) اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ (سورہ آل عمران)

(۷) اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (سورہ نساء)

(۸) وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ (سورہ بقرہ)

(۹) وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ (آل عمران)

(۱۰) وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ

الَّذِيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (سورۂ شوریٰ)

لطف تو یہ ہے کہ رسالہ تبلیغ کی ابتداء خود سورۂ شوریٰ سے اسی آیت سے ہوئی ہے۔ اور اوس میں لفظ عیسیٰ بلا ابن مریم مذکور ہے۔ اور یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کی آیت بھی درج رسالہ تبلیغ ہے۔ یہ غلطی مولف صاحب رسالۂ تبلیغ کے حافظ ہونیکی وجہ سے اور بھی زیادہ قابل گرفت ہے۔ مقتضائے صداقت و انصاف تو یہ تھا کہ اس کو لکھ کر اوس کی نسبت وجوہات و دلائل لاتے یا کم ازکم اسکی بحث ہی نہ اٹھاتے۔ البتہ بعض مقامات میں خدائے علیم وخبیر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ابن مریمؑ بھی ارشاد فرمایا ہے جس کے حسب ذیل وجوہات معلوم ہوتے ہیں:-

(۱) اللہ سبحانہٗ متقین ومتطہرین وصدیقین کو دوست رکھتا ہے چونکہ حضرت مریمؑ متقیہ ومتطہرہ وصدیقہ بی بی تھیں اس لئے حضرت کی زندگی کے پاک حالات سے بندگان خدا واقف ہوں۔ حضرتہ کا نام نامی متعدد مرتبہ دہرایا گیا۔ اور آپکے تقوےٰ وطہارت کا ذکر کیا گیا ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْءً اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ۔ جو شئی زیادہ محبوب ومرغوب ہوتی ہے اُس کی بار بار تکرار کی جاتی ہے۔ اور چونکہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے بی بی مریمؑ کو قبول فرمالیا تھا اس لئے بھی اظہار رفعت وعظمت کے لئے بار بار نام نامی کو دہرایا گیا ہے۔

ایک اور وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا فرمائے گئے تھے جسکی وجہ سے حضرت مریمؑ پر زنا کی تہمت لگائی گئی

تھی۔ اس کے ارتفاع کے لئے بار بار بی بی مریمؑ کا نام نامی حضرت عیسیٰ کے ساتھ بعض بعض جگہ لیا گیا ہے تاکہ بی بی مریمؑ کی عظمت اس سے ظاہر ہو کہ عیسیٰؑ جیسے اولوالعزم صاحب شریعت و کتابت پیغمبر کی والدہ ہیں اور کسی مقدس ہستیوں سے کوئی معصیت خصوصاً زنا جیسی معصیت ہرگز سرزد نہیں ہو سکتی اس بحث کی تائید میں آیات ذیل تحریر کرتا ہوں۔

(۱) فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا۔ (سورۂ آل عمران) ترجمہ۔ پس اللہ پاک نے با حسن وجوہ قبول فرمالیا۔ اور عمدہ طریقہ سے آپکی نشوو نما کی حضرت زکریا ان کے سرپرست بنائے گئے۔

(۲) وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِينَ ۔ سورۂ آل عمران۔
ترجمہ۔ اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریمؑ بالتحقیق کہ اللہ پاک نے آپ کو منتخب فرمالیا ہے اور پاک بنا لیا ہے اور تمام جہان کی عورتوں میں منتخب فرمالیا ہے۔

(۳) مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ (سورۂ مائدہ) ترجمہ مسیحؑ ابن مریمؑ صرف پیغمبر تھے جن سے پہلے اور پیغمبرؑ گزر چکے اور آپ کی والدہ صدیقہ (ولی بی بی) تھیں۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عیسائیوں کی طرح دیگر انسانوں کے قلوب میں یہ

دہوکہ نہ ہو کہ چونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں وہ ابن اللہ ہیں۔ اس لئے بھی اللہ پاک نے آپ کے نام نامی کے ساتھ بعض جگہ حضرت مریمؑ کا نام ارشاد فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰؑ ایک متقیہ و متطہرہ اور پرہیزگار نیک بی بی کے صاحبزادے ہیں۔ محض حضرت عیسیٰؑ کے علوِ مرتبت و رفعت منزلت کا اظہار مقصود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۲) وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللهِ ۔ سورۂ توبہ۔

غرض کہ آیاتِ مرقومہ سے مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ کے ادّعار کی بالکل تغلیط ہو جاتی ہے۔ اسی مسئلۂ اختلافی کے سلسلۂ بحث میں ضمناً مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"جس طرح موسیٰؑ کے بعد ایک عیسیٰؑ ابن مریمؑ اپنی صداقت کی نشانیاں توراۃ میں سے لوگوں کو بتلاتا تھا۔ اسی طرح مثیلِ موسیٰؑ حضرت سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ نبوت میں ایک اور عیسیٰؑ اور مسیحؑ بھی آئیگا۔ اور وہ بھی اپنے بیّنات اور نشانیاں قرآن کریم میں سے لوگوں کو بتلائیگا۔"

مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ کی یہ تحریر کہ عیسیٰؑ اپنے صداقت کے نشانیاں توراۃ میں سے لوگوں کو بتلاتے تھے بالکل خلافِ واقعہ ہے۔ قرآنِ پاک کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی انبیاؑ کسی قوم کی طرف بھیجے گئے تو اللہ جل شانہ نے اُن کی صداقت پر اُن کو معجزات بھی عطا فرمائے۔ چنانچہ

ارشاد باری ہے۔ وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۔ سورہ روم ۔ ترجمہ اور اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے لیکر آئے تھے۔ اور دوسری جگہ ہے کہ۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ سورہ روم۔ ترجمہ اور ہمنے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر اُن کی قوم کے پاس بھیجے۔ اور وہ اُن کے پاس معجزات لے کر آئے تو ہمنے اُن لوگوں سے انتقام لیا۔ جو مرتکب جرائم ہوئے۔ اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارا ذمہ تھا۔" وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ وَ بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۔ سورہ فاطر۔ ترجمہ اگر یہ آپ کو جھٹلائیں (تو تعجب نہیں کیونکہ) پہلے کے پیغمبر بھی معجزات اور روشن کتاب لانیکے بعد بھی جھٹلائے گئے۔ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۔ بنی اسرائیل۔ (ہم پیغمبروں کو معجزات کے ساتھ اسی لئے بھیجے ہیں کہ لوگ خوف کھائیں" اور بھی اس قبیل کی کئی آیات ہیں۔ اِسی سنت الٰہی کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنی صداقت پر اپنے ساتھ معجزات لائے۔ اور خود انجیل پاک آپکی نبوت و رسالت کا ایک زبردست معجزہ تھی اور دوسرے معجزات جن کو حضرت عیسیٰؑ اپنے ساتھ اپنی صداقت پر لائے تھے آیات ذیل سے معلوم ہونگے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ

كَهْلًا ، وَ إِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ج وَ إِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِإِذْنِيْ ج وَ إِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِإِذْنِيْ وَ إِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ سورۂ مائدہ۔ جس وقت اللہ پاک ارشاد فرمائیگا کہ اے عیسیٰ ابن مریمؑ میرا انعام یاد کرو جو تمپر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جب کہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی تم آدمیوں سے گود میں کلام کرتے تھے۔ اور بڑی عمر میں بھی۔ اور جب کہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت و انجیل تعلیم کیں اور جب کہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے۔ میرے حکم سے پھر تم پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بنجاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادرزاد اندھے کو۔ اور برص کے بیمار کو میرے حکم سے۔ اور جب کہ تم مردوں کو زندہ کرتے تھے میرے حکم سے اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ہلاکت کو) باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لیکر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَ لِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ

سورۂ زخرف۔ ترجمہ۔ اور جبوقت کہ آئے عیسیٰؑ معجزات کے ساتھ فرمایا تحقیق آیا ہوں میں حکمت کے ساتھ۔ اور یہ کہ بیان کروں میں تم لوگو سے بعض وہ چیزیں جس میں تم مختلف ہو گئے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنَ۔ سورۂ عمران۔ ترجمہ۔ اور میں تمہارے پروردگار کے پاس سے معجزات کے ساتھ آیا ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ سورۂ ترجمہ ہمنے موسیٰؑ کو تو کتاب دی اور موسیٰؑ کے بعد رسولوں کو بھیجا اور عیسیٰؑ ابن مریم کو نشانیاں دیں۔ اور اوس کی تائید روح القدس سے کی۔

ان آیاتِ قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت پر اپنے ساتھ معجزات لائے تھے۔ یہ تو صرف حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں جو اپنی صداقت پر قرآن پاک سے معجزے بتلاتے ہیں اگر آپکے کیا معجزے ہیں کتاب تبلیغ میں کہیں مذکو نہیں) آپ کا یہ دعا سنتِ الہٰی کے خلاف ہے اس لئے میں اس کے ماننے کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ چونکہ جناب مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوی فرمایا ہے۔ اس لئے اس دعوے کی تائید میں اور مثیل حضرت عیسیٰؑ بننے کیلئے وہی معجزات کی ضرورت تھی جو حضرت عیسیٰ لائے تھے۔ یعنی آپ کی پیدائش

بغیر پدر بزرگوار ہوتی۔ اور اپنے ساتھ مثل انجیل پاک کوئی کتاب لاتے اور گہوارہ میں باتیں کرتے اور ماں کا نام مریم ہوتا۔ اور نفخ روح القدس سے پیدا ہوتے۔ مٹی کا پرندہ بنا کر اُڑاتے۔ مادرزاد اندھے مجذوم اور مبروص تندرست کئے جاتے۔ اور مُردوں کو زندہ کیا جاتا۔ مگر مرزا صاحب سے ان میں ایک بھی معجزہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ جس کی وجہ میں مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ کے ادعا کے ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ ان تمام مباحث کا یہ نتیجہ نکلا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے معجزے اپنے ساتھ لائے تھے۔ اور حضرت مرزا صاحب خلاف سنت الٰہی بلا معجزات ادعا نبوت فرماتے ہیں اس لئے یہ ادعا قابل قبول نہیں۔ اس تنقیح کے تصفیہ کے بعد اب تنقیح نمبر (۱) کی جانب متوجہ ہوتا ہوں جو حسب ذیل ہے:-

کیا حضرت عیسٰیؑ جو مسیح اُمت موسیٰؑ تھے آسمان پر جسمانی بشری حالت میں زندہ ہیں (۲) کیا حضرت عیسٰیؑ مسیح اُمت مدسوعی ہیں۔ اوّلاً تنقیح نمبر (۱) کے جزو دوم سے بحث کیجاوے گی۔ سب سے پہلے یہاں یہ امر قابل اظہار ہے کہ نبی اوس انسان کو کہتے ہیں جس کو اللہ پاک محض اپنے لطف و احسان سے منتخب فرما کر ارشاد و ہدایت خلق کے لئے مقرر فرمائے اور اوس کی طرف اپنے اوامر و نواہی و حقائق بقدر ضرورت وحی کرے۔ خواہ بواسطہ فرشتہ ہو یا بلا واسطہ بطور الہام ہو یا منام اور

مقدمات دینی میں وہ شخص معصوم فی العلم ہو یعنی وحی اوسکی یقینی ہو اوسمیں
اصلاً گمان وساوس شیطانی اور خیالات نفسانی نہ ہو۔ اور اس طرح
معصوم فی العمل بھی ہو۔ اور بعد حصول اس مرتبہ کے اللہ پاک اس کو
گناہ کبیرہ وصغیرہ وخسۂ عمداً وسہواً صغیرہ غیر خسۂ عمداً سے معصوم رکھے
یہ نبی محقق ہوا۔ اگر باایں ہمہ اوس کے ساتھ کوئی کتاب یا نسخ بعض احکام
شریعت سابقہ بھی ہو وہ رسول ہے۔

جماعت مرزائیہ کا یہ خیال کہ حضرت عیسیٰؑ شریعت موسویہ کے متبع
نبی تھے صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی مرسل اور صاحب
شریعت وکتاب رسول تھے۔ اور بعض احکام موسویہ کو منسوخ فرمائے تھے
چنانچہ ارشاد باری ہے۔ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ
فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ
وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا
أَنزَلَ اللَّهُ مِنْهُ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا
أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ
جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۝ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً
وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۝

سورۂ مائدہ۔ ترجمہ۔ اور ہمنے اُن کے بعد عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توراۃ کی تصدیق فرماتے تھے ہم نے اُن کو انجیل دی جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اور اپنے سے قبل کی کتاب کی تصدیق کرتی تھی۔ اور سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے۔ اور انجیل والوں کو چاہیئے کہ اللہ نے جو کچھ اُس میں نازل فرمایا ہے اُس کے موافق حکم کیا کریں۔ اور جو شخص خدا تعالےٰ کے نازل کیئے ہوئے (کتاب) کے موافق حکم نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل بے حکمی کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے یہ کتاب (قرآن پاک) پسند کی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں۔ اُن کی بھی تصدیق کرتی ہے اور اُن سب کتابوں کی محافظ بھی ہے۔ پس اے محمدؐ ان کے باہمی معاملات میں اسی بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اُس سے دُور ہو کر اُن کے خواہشوں کے موافق عمل نہ فرمائیے۔ ہمنے تم میں سے ہر ایک کے لئے خاص شریعت وطریقت تجویز کی ہے۔ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی اُمت کر دیتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا تاکہ جو جو دین تم کو دیا گیا ہے اُس میں تم سب کا امتحان کریں۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنَ ۔ سورۂ آل عمران ۔ اور میں تصدیق کرتا ہوں توراۃ کی جو مجھ سے پہلے تھی ۔ اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں ۔ اور میں تمہارے پاس دلیل لے کر آیا ہوں ۔ پس اللہ پاک سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۔ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ سورۂ حدید ۔ ترجمہ ۔ پھر ان کے بعد اور رسولوں کو یکے بعد دیگرے بھیجتے رہے اور ان کے بعد ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انکو انجیل دی ۔ آیات مرقومہ کے بعد کیا کسی شخص کو یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت موسویہ کے متبع نبی تھے جبکہ حضرت عیسیٰ مستقل شریعت و کتاب لیکر بنی اسرائیل کیطرف آئے اور وحی کے لحاظ سے احکام دیا کرتے تھے اور توراۃ کے بعض احکام کو منسوخ فرما دیا اور انجیل پاک کی لوگوں کو تعلیم دیتے اور اپنی اتباع و پیروی کیلئے حسب احکام الہٰی حکم فرماتے پھر وہ متبع نبی کیسے ہو سکتے ہیں ۔ حضرت داؤد علیہ السلام جو حضرت موسیٰ کے بعد اور عیسیٰ ؑ سے قبل زبور پاک لیکر بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے کیا مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ ان کو بھی متبع نبی فرما سکتے ہیں ۔ یہ سب کھینچ تان اسوجہ سے ہے کہ جماعت مرزائیہ حضور مکرم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ ؑ قرار دیکر اور عیسیٰ ؑ کو متبع شریعت موسویہ بتلا کر جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو

مسیح موعود شریعتِ محمدیہ بطور مثیل عیسیٰؑ پیش کرتے ہیں۔ اور جب کہ یہ ثابت ہو چکا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مثیل موسیٰؑ نہ تھے اور حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت منقطع ہو گیا۔ اور اب کوئی نبی نہیں آسکتا تو پھر خواہ مخواہ حضرت عیسیٰؑ کو ملتِ موسویہ کے متبع نبیؑ کہنے سے کیا حاصل۔ کام نکلتا تو ایک دوسری بات تھی۔ اب اس بحث کو ختم کر کے تنقیح نمبر (۱) کے جزو اول کی جانب متوجہ ہوتا ہوں جو حسبِ ذیل ہے:۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جسمانی و بشری حالت میں زندہ ہیں؟

مرزائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا اس ناسوتی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ رہنا اللہ کے سنت کے خلاف ہے وہ آسمان پر زندہ نہیں بلکہ اپنی طبعی موت سے اوسی طرح مر گئے جس طرح کہ اور انبیاؑء اپنی اپنی موت سے ہی مر گئے۔ اُن کا دوبارہ دنیا میں آنا بطور مجاز ہے۔ اہل سنت والجماعت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ ابھی موتِ طبعی سے انتقال نہیں فرمائے بلکہ اللہ پاک نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور وہ آسمان پر زندہ ہیں حضرت مہدی موعود کے زمانہ میں وہ آسمان سے نزول فرمائینگے اور مہدی موعود کی معیت میں دجال کو قتل کرینگے۔ اور کچھ دنوں دنیا میں رہ کر موتِ طبعی سے انتقال فرمائینگے۔ مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے اس بحث کی

تائید میں یہ حجت تحریر فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کا اس جسم کے
ساتھ آسمان پر زندہ رہنا اللہ تعالیٰ کی مقررہ سنت کے خلاف ہے)
چنانچہ اس کے تحت سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ
تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۔ سورہ فتح۔ اللہ کا یہ دستور پہلے سے چلا
آرہا ہے اور اس میں تم ہرگز تبدیلی نہ پاؤگے۔ سُنَّتَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا
قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا۔ سورہ بنی اسرائیل ترجمہ
یہی دستور رہا ہے ہمارا ان رسولوں کے ساتھ جو تم سے پہلے ہم نے بھیجے
تھے۔ اور ہمارے دستور میں آپ تغیر نہیں پاوینگے۔" آیات مرقومہ پوری
حسب ذیل ہیں :۔

(۱) وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُ
لِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۔ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِنَا تَبْدِیْلًا۔ ترجمہ۔ اور اگر تم سے یہ کافر
لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ ان کو کوئی یار ملتا اور نہ مددگار
اللہ تعالیٰ نے (کفار کے لئے) یہی دستور مقرر کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا
ہے۔ اور آپ [illegible] ستور میں ہرگز رد و بدل نہ پاوینگے۔

(۲) لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْكَ
[illegible]نَ خِلَافَكَ اِلَّا قَلِیْلًا ۔ سُنَّةَ مَنْ
[illegible]نَا رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ۔
[illegible]میں سے آپ کے قدم اکھاڑنے لگے تھے تاکہ

آپ کو اس سے نکال دیں۔ اور ایسا ہوتا تو آپ کے بعد وہ بھی یہاں بہت کم ٹھیرتے جیسا کہ ان رسولوں کے بارہ میں (ہمارا) قاعدہ رہا ہے جن کو آپ سے پہلے ہمنے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے اسس قاعدہ میں تغیر نہ پاوینگے۔

یہ مسلمہ ہے کہ سنّتِ الٰہی میں کبھی تغیر نہیں ہوتا۔ اور یہ بلا دلیل قابل قبول ہے۔ لیکن مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے اس ادعا کی تائید میں جو آیات پیش فرمائی ہیں وہ آپ کے ادعا کی موید نہیں۔ کیونکہ ہر دو آیات پاک ایک خاص سنتِ الٰہی کو ظاہر فرما رہی ہیں۔ اور مؤلف صاحب کا ادعا عام سنّتِ الٰہی سے ہے چونکہ نفس ادعا (عدم تبدیل سنتِ الٰہی) متفق علیہ ہے اس لئے اس بحث کو نظر انداز کر کے نفس بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے یہ حجت پیش کی ہے کہ خدا کا دستور کبھی نہیں بدلتا۔ خدا حضرت عیسیٰ کو پہلے سے مطلع فرماتا ہے کہ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ ترجمہ۔ میں تجھے موت کے ذریعہ رفعتِ آسمانی عطا کرونگا۔ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ كَانَا یَاْكُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ۔ اللہ فرماتا ہے کہ حضرت مسیح کی ماں بڑی پاکباز تھیں دونوں ماں بیٹے حوائج البشریہ کے محتاج تھے (بھلا وہ کسطرح آسمان پر

زندہ رہ سکتے ہیں) ہمارے اس قسم کے کھلے کھلے بیان کر دینے کے باوجود بھی لوگ کدھر کو بھٹکتے جاتے ہیں کہ عیسیٰ ؑ آسمان پر زندہ ہیں مسیح ابن مریم ؑ بھی ایک رسول ہیں۔ اُن سے پہلے کے سارے رسولؑ دنیا سے گزر گئے اسی طرح محمدؐ بھی ایک رسولؐ ہیں۔ ان سے پہلے کے ساری رسول دنیا سے گزر گئے۔ (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۝ سورۂ آل عمران) حضرت عیسےٰ اللہ تعالیٰ سے اس گفتگو کے سلسلہ میں جو اللہ تعالےٰ اُن سے اُمتِ مسیحؑ کے بگڑ جانیکا واقعہ بیان کرتا ہے کہ مسیحی لوگ مسیحؑ اور اُن کی والدہ کی عبادت کرنے لگ گئے باادب یہ عرض کرتے ہیں کہ میں نے تو اُن سے یہ نہیں کہا کہ میری اور میری ماں کی عبادت کریں۔ یہ امر میرے حوصلہ سے بھی بڑھ کر ہے گر میں نے ایسی بات کہی تو پروردگار تو عالم الغیب ہے تجھ سے کب پوشیدہ ہو سکتا ہے۔ میں تو جبتک اُن میں رہا اُن کی نگرانی کرتا رہا۔ پھر تو نے مجھے جب موت دی تو خود ہی اُن کا نگران حال رہا اور تو تو سب ہی چیزوں کے حالات سے بخوبی آگاہ ہے۔ (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۔ سورۂ مائدہ)

ان تمام آیات و قرآنی شہادت سے حضرت عیسیٰ ؑ ابن مریم علیہما السلام کے آسمان پر زندہ موجود رہنے کے دعوے کی تردید ہوتی ہے۔ قرآن میں اس عقیدہ کو آیہ نمبر (۲) میں جن میں حضرت مریم ؑ کو صدیقہ کا خطاب دیا ہے سیدھے راستے سے بھٹکنا کہا گیا ہے۔ اس سے ثابت

ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان پر اس ناسوتی جسم کے ساتھ زندہ نہیں ہیں اور یہ عقیدہ غلط ہے۔ انتہا)

مولف صاحب رسالہ تبلیغ کی پہلی حجت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا اس ناسوتی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ رہنا سنتِ الٰہی کے خلاف ہے اس لئے وہ مثل دیگر انبیاءؑ اپنی طبعی موت سے مرگئے۔ حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر زندہ رہنے کے عقیدہ کو آیت شریف مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ میں سیدھے راستے سے بھٹکنا کہا گیا ہے انتہا فی الحقیقت جو شئی وجود پذیر ہوتی ہے وہ فنا پذیر بھی ہے جو پیدا ہوگا وہ مریگا ؎

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید ٭ زجام دہر مئی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

اس اٹل قانونِ الٰہی سے تو کسی کو اختلاف نہیں مگر بحث یہ ہے کہ کیا حضرت عیسیٰؑ (حسب عقائد جماعتِ مرزائیہ) موتِ طبعی سے انتقال فرما چکے ہیں یا (حسبِ عقائد احمدیہ یعنی اہل سنت والجماعت) آسمان پر زندہ ہیں کیونکہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ منکرین کے شر سے بچالئے جاکر آسمان پر زندہ اٹھالئے گئے۔ اور چونکہ ابھی آپ موتِ طبعی سے انتقال نہیں فرمائے ہے۔ اور یہ سنتِ الٰہی ہے کہ جو پیدا ہوگا وہ موتِ طبعی سے مریگا۔ اس لئے اس سنت کی تکمیل میں آپ بعد حضرتِ مہدیؑ موعود آسمان سے نزول فرماکر بعد قتل دجال اپنی طبعی موت سے انتقال فرمائینگے۔ اس عقیدہ اہل سنت والجماعت کے لحاظ سے یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ

کیا حضرت عیسیٰؑ اس ناسوتی جسم سے بشری حالت میں آسمان پر زندہ رہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اور یہ سنت الٰہی کے موافق ہے یا نہیں۔ اور کیا اس عقیدہ کو اللہ پاک نے آیت مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ میں سیدھے راستے سے بھٹکنا فرمایا ہے۔ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ کی پوری آیت حسب ذیل ہے:-

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۔ سورہ مائدہ۔

ترجمہ۔ بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تینوں میں کا ایک ہے۔ حالانکہ ایک معبود کے سوا اور کوئی معبود نہیں اگر یہ لوگ اپنے ان اقوال سے باز نہ آئے تو جو لوگ ان میں کافر رہیں گے ان پر دردناک عذاب واقع ہوگا۔ کیا یہ خدا اے تعالےٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اوس سے معافی نہیں مانگتے حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت کرنے والا ہے۔ مسیح ابن مریمؑ بھی ایک رسولؑ ہیں۔ ان سے پہلے کے تمام رسولؑ گزر چکے۔

اِن کی والدہ نیک بی بی تھیں۔ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو تو ہم کیونکر اُن سے کھول کھول کر دلائل بیان کرتے ہیں۔ دیکھو تو وہ کدھر بھٹکتے جا رہے ہیں"۔

آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ مسیحؑ۔ مریمؑ۔ خدا۔ ان تینوں کو خدا سمجھتے ہیں وہ کافر ہیں کیونکہ خدا تو صرف ایک ہی ہے اُسکا کوئی شریک نہیں مسیحؑ اور مریمؑ حوائجِ بشری (کھانے پینے) کے محتاج تھے۔ بھلا وہ کس طرح خدا کے بیٹے اور بیوی یا بہ حیثیتِ خدا قابلِ پرستش ہو سکتے ہیں۔ اِن دونوں کی بشریت پر ایسی واضح دلیل ہوتے ہوئے باوجود جو لوگ اِن دونوں ماں بیٹے کو اللہ پاک کے ساتھ شریک کرتے ہیں دیکھو یہ کسقدر بیوقوف اور گمراہ ہیں۔

آپ غور فرمائیے مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے آیت مرقومہ سے جو دعوےٰ فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر زندہ رہنے کے متعلق عقیدہ رکھنے والوں کو بھٹکنے والے کہا گیا ہے وہ کن الفاظ و عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ آیت شریف کیا تھی معنی و مطلب کیا بیان فرمایا گیا۔ مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے جس ادعا کی تائید میں آیت مرقومہ پیش فرمائی ہے اُس سے آیت شریف کو کوئی تعلق نہیں بلکہ اس آیت شریف سے تو حضرت عیسیٰؑ کا بقید حیات ہونا ثابت ہے کیونکہ ارشادِ باری ہے کہ" حضرت عیسیٰؑ ایک رسولؑ تھے۔ اور ان سے پہلے کے رسولؑ دنیا سے گزر گئے۔ یعنی جملہ رسولؑ تو دنیا سے گزر گئے مگر حضرت عیسیٰؑ دنیا سے رحلت نہیں فرمائے۔ اگر ایسا

نہ ہوتا تو قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ارشاد نہ ہوتا اور قَدْ خَلَتْ میں حضرت عیسٰیؑ بھی داخل کردیے جاتے۔ چونکہ حضرت عیسٰیؑ موت طبعی سے اب تک نہیں مرے اس لئے وہ قَدْ خَلَتْ سے مستثنٰی کردیے گئے، پس یہ نتیجہ نکلا کہ اس آیتِ شریف سے حضرت عیسٰیؑ کا لقید حیات ہونا ثابت ہے۔

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ آیاتِ ذیل سے حضرت عیسٰیؑ کی موت ثابت قرار دیتے ہیں:۔

(۱) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔

(۲) یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ۔

(۳) فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ

آیت نمبر (۱) سے موتِ طبعی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس آیت میں حضرت عیسٰیؑ تقدیراً مستثنٰی فرمائے گئے ہیں۔ جس طرح فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ (ترجمہ پس نکاح کرو تم ان عورتوں سے جن کو تم چاہو دو۔ تین۔ چار) كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (ترجمہ کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو) کے آیات سے آیت اول الذکر میں بلا تخصیص ہر عورت سے نکاح کی اجازت ہے۔ لیکن اس کے کیا یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ بلا استثناء محرمات شرعی ہر عورت سے نکاح کی اجازت ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ محرماتِ

شرعیہ تقدیراً مستثنیٰ رکھے گئے ہیں۔ ان کے سوا باقی اُن تمام عورتوں سے جو محرم نہیں نکاح کی اجازت دیگئی ہے۔

اسی طرح آیت نمبر (۲) میں ہر قسم کی چیزوں کے کھانے پینے کی اجازت ہے۔ لیکن کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حرام چیزیں بھی اس آیت شریف کے استدلال سے کھائی پی جا سکتی ہیں ہر گز نہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ حلال چیزیں جتنی ہیں ان کو کھاؤ اور پیو اور حرام چیزیں تقدیراً مستثنیٰ رکھی گئی ہیں۔ اسی طرح آیت شریف وَمَا مُحَمَّدٌ میں حضرت عیسیٰؑ تقدیراً مستثنیٰ رکھے گئے ہیں۔ اگر اس طرح حضرت عیسیٰ مستثنیٰ نہ ہوں تو آیت مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ کی آیت غلط ہو جائیگی ان دو آیتوں میں اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ اور یہ ارشاد باری تعالیٰ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ (ترجمہ۔ اگر یہ قرآن پاک بجز خدا کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اُس میں اختلافات پیدا ہو جاتے) کے لحاظ سے بوجہ اختلاف قرآن مُنَزَّلٌ مِنَ اللَّهِ کس طرح کہا جا سکیگا۔ درآں حالیکہ یہ مُنَزَّلٌ مِنَ اللَّهِ ہونا مسلم ہے پس ایسی صورت میں آیت وَمَا مُحَمَّدٌ میں حضرت عیسیٰ کو تقدیراً مستثنیٰ کئے بغیر اختلاف آیات رفع نہ ہو سکے گا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ آیت وَمَا مُحَمَّدٌ سے عیسیٰؑ کی موت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آیات يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ باقی رہجاتی

ہیں - ان آیات سے بحث کے پہلے لفظ تَوَفّٰی کی تحقیق ضروری ہے۔ تَوَفّٰی وفا سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی استیفاء اور استکمال کے ہیں یعنی پورا پورا لینے کے ہیں - اور مجازی معنی موت کے ہیں کیونکہ انسان میعاد معینہ کو پورا کر کے مرتا ہے۔ جسطرح کوچ کرنا وصال فرمانا - انتقال کرنا ان کے لفظی معنی تو ظاہر ہیں اور مجازی معنی موت کے ہیں۔ قرآن پاک میں یہ الفاظ (توفی - وفا - یتوفی وغیرہ) اکثر لفظی معنوں میں مستعمل ہوئے ہیں۔ اور بعض جگہ مجازی معنی میں بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ ذیل میں وہ چند آیات تحریر کیے جاتے ہیں جن میں لفظی معنی مستعمل ہوئے ہیں۔

(۱) وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ - سورہ بقر - ترجمہ اور تم اپنے اقرار کو پورا کرو میں اپنے اقرار کو پورا کرونگا۔

(۲) وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۔ سورہ ال عمران - ترجمہ - اور پورا پورا بدلہ ملیگا ہر شخص کو جو وہ حاصل کیا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا۔

(۳) حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا ۔ سورہ نساء - ترجمہ یہانتک کہ موت اُن کو پورا بھر لے (انکا خاتمہ کردے)۔ یا خدا کوئی اور راستہ تجویز کردے۔

(۴) اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّذِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۔ سورہ زمر - ترجمہ - اللہ پاک ہی اُن کی

جانوں کو موت کے وقت پورا پورا بھر لیتا ہے (قبض کر لیتا ہے)۔ اور ان جانوں کو بھی بھر لیتا ہے (قبض کر لیتا ہے) جن کی موت ان کے سونے کے وقت ہوتی ہے۔ پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرماتا ہے اور باقی جانوں کو میعاد معین ختم کرنے کے لئے رہا کر دیتا ہے۔

(۵) هُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ہ سورہ انعام۔ ترجمہ۔ وہ ایسا (قادر) ہے کہ رات میں تمہاری روح کو پورا بھر لیتا ہے (قبض کر لیتا ہے) اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔ پھر جگا اٹھاتا ہے تاکہ میعاد معین ختم کر دی جائے۔

(۶) وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ۔ سورہ بقر۔ ترجمہ۔ جو کچھ خرچ کرو بھلائی سے پورا تمہاری طرف پہنچایا جائیگا۔

(۷) اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ سورہ نساء۔ ترجمہ۔ جب فرشتے ایسے لوگوں کی جان قبض کرتے جنہوں نے اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا۔

(۸) ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ سورہ بقر۔ ترجمہ۔ پھر ہر شخص کو اسکا کیا ہوا پورا پورا ملے گا۔ اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔

(۹) بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ۔ سورہ آل عمران۔ ترجمہ بلکہ جو کوئی اپنے عہد کو پورا کرے۔" ان کے سوا اور کہیں جگہ یہ لفظ مستعمل ہوا ہے جس کے

لفظی معنی لئے گئے ہیں۔ البتہ بعض بعض جگہ اس لفظ کے مجازاً موت کے معنی
بھی آئے ہیں۔ دنیا کے تمام علوم میں اولاً الفاظ کے لفظی معنی لئے جاتے ہیں۔
اگر کہیں لفظی معنی لینے سے قائل کا مطلب نہ نکلتا ہو تو وہاں مجازی معنی لیتے
ہیں۔ یہی اصول قرآن پاک کا ہے۔ پس ہمکو اسی اصول کے تحت ان دو
متذکرہ آیات مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ (یٰعیسیٰ اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَ
رَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ) میں مُتَوَفِّیکَ۔ اور
تَوَفَّیْتَنِیْ کے جو الفاظ مستعمل ہوئے ہیں غور کرنا چاہئے کہ آیا لفظی معنوں میں
مستعمل ہوئے ہیں۔ یا مجازی معنوں میں۔ اگر لفظی معنی سے قائل کا مطلب پورا
ہوتا ہو تو مجازی معنی لینے کی ضرورت نہیں۔ یٰعیسیٰ اِنِّی مُتَوَفِّیکَ کی پوری
آیت حسب ذیل ہے:-

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَ
مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ
فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ
فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ
مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ؕ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَ
فِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ؕ سورہ آل عمران
ترجمہ:- جبکہ اللہ پاک نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ (کچھ غم نہ کرو۔ کیونکہ) میں تم
کو (ان منکرین کے شر سے بچانے کے لئے) پورا قبض کر لینے والا ہوں یعنی

آپ کے جسم و جان کا کوئی حصّہ ضائع نہیں ہونے دونگا۔ اور اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں۔ یعنی آسمان پر اٹھا لینے والا ہوں۔ اور تم کو اُن لوگوں سے پاک کرنیوالا ہوں جو منکر ہیں۔ اور جو لوگ تمھارا کہا ماننے والے ہیں اُن کو منکرین پر قیامت تک غالب رکھونگا۔ پھر میری طرف تم سب کی واپسی ہوگی۔ پس میں تمھارے مختلف امور میں فیصلہ کرونگا۔ منکرین کو دنیا اور آخرت میں سخت سزا دونگا۔ اور اُن کے لئے نہ کوئی مددگار ہوگا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو اللہ پاک ان کے اچھے کام کا پورا ثواب دیگا۔ اور اللہ پاک ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔

آیت مرقومہ میں "مُتَوَفِّيكَ وَ يُوَفِّيهِمْ" کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں۔ (میں نے ترجمہ میں لفظی معنی لکھے ہیں) اگر مجازی معنی لئے جائیں تو مُتَوَفِّيكَ کے معنی ہیں تم کو موت دونگا کے اور فَيُوَفِّيهِمْ اُجُورَهُمْ کے معنی پس تمھارے بدلوں کو بھی موت دونگا کے ہوں گے۔ حالانکہ قرآن پاک میں صدہا مقامات پر اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا بدلہ جنّت فرمایا گیا ہے۔ کہیں جبط و موت دینے کا ذکر نہیں۔ اور غالباً یہاں بھی کوئی شخص اس سے انکار نہ کرسکے گا کہ یہاں وفات کے معنی قطعاً نہیں لئے جا سکتے۔ بلکہ لفظی معنی ہی لینے چاہئیں۔ پس ایک ہی آیت شریف میں ایک لفظ کے دو معنی جدا جدا لئے جائیں نہایت غور طلب۔ اور کبھی اس کو عقل سلیم پسند نہ کریگی۔ پس کسطرح یہاں مُتَوَفِّيكَ کے معنی موت کے لئے جا سکتے ہیں۔ درانحالیکہ اس کے ساتھ رَافِعُكَ کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔ اگر

سوا اور کئی وجوہ سے یہاں موت کے معنی ٹھیک نہیں ہوسکتے ۔ کیونکہ یہاں یہ اعتراض وارد ہوگا کہ انسان مرنیکے بعد قیام قیامت تک مقام برزخ میں رہیگا ۔ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۔ سورہ مومن ۔ ترجمہ (اور ان کے پیچھے برزخ ہے قیامت تک) پھر اس قاعدہ کے خلاف حضرت عیسٰی علیہ السلام کو رفعت آسمانی بعد الموت ابھی کسطرح دیجاسکیگی ۔ اور جبتک جسم کے ساتھ رفعت نہ ہوروحی رفعت دینا بے محل ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک خصوصیت حضرت عیسٰیؑ کے ساتھ مخصوص کیگئی ہے ۔ ورنہ بعد الموت رفعت روحانی دیگر انبیاء و صلحاء وغیرہ کو خود بخود حاصل ہوگی۔ عیسٰی کے ساتھ اس کے اظہار کی کیا ضرورت تھی ۔ حضرت عیسٰیؑ کو موت دیکر ان کے جسم خاکی کو رفعت آسمانی دینا بیکار ہے ۔

دوسرا یہ اعتراض وارد ہوگا کہ اللہ پاک نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۔ سورۂ نساء ۔ ترجمہ ۔ نہ عیسٰیؑ کو قتل کیا اور نہ سولی دی ۔ بلکہ کافرین کو شبہ ہوگیا ہے ۔

ایسی صورت میں ان دو آیات میں اختلاف ہوجائیگا ۔ جو کسی طرح درست نہیں ہوسکتا ۔ تاوقتیکہ مُتَوَفِّيْكَ کے لفظی معنی نہ لئے جائیں ۔ کوئی چارہ نہیں ۔ جب میں تنقیح نمبر (۲) کی بحث تحریر کرونگا ۔ صحاح کے چند احادیث شریف لکھونگا ۔ جس سے ثابت ہوگا کہ حضرت عیسٰیؑ بعہد حضرت مہدیؑ موعود آسمان سے نزول فرمائیں گے ۔

جبتک عروجِ آسمانی نہ ہو نزول ناممکن ہے۔ اور جب نزول ثابت ہو تو رفعت و عروج آسمانی لازمی ہے۔

یہاں یہ امر بھی قابلِ تحریر ہے کہ دجّال کی نسبت جس قدر احادیث وارد ہوئے ہیں ان میں خروجِ دجّال مستعمل ہوا ہے۔ تولدِ دجّال مذکور نہیں گویا دجّال ابتک پیدا ہو گیا ہے۔ اور کسی خاص مقام پر موجود ہے اپنے وقت میں وہ اہلِ دنیا پر خروج کریگا جب دجّال موجود ہے تو قائلِ دجّال کا بھی موجود رہنا کیا جائے تعجب ہے۔ جب دجّال اہلِ دنیا پر خروج کریگا۔ حضرت عیسیٰؑ بھی آسمان سے نزول فرمائینگے۔ اور دجّال کو قتل کرینگے جس طرح ہر فرعون کے لئے موسیٰؑ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح دجّال کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی۔

غرض کہ آیت مُتَوَفِّيْكَ کے لفظ متوفّی کے لفظی معنے لئے جائینگے اور مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے جو مجازی معنی موت کے لئے ہیں وہ کسی طرح درست نہیں ہو سکتے۔ اس طرح اس آیتِ شریف سے حضرت عیسیٰؑ کی موتِ طبعی ثابت نہیں ہوتی۔ اور بھی کئی وجوہ ہیں جن کی بنا پر ادعار مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ ثابت نہیں ہو سکتا۔ چونکہ مذکورہ دلائل قوی ہیں ان کے ہوتے دیگر دلائل تحریر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

اسی طرح آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ میں تَوَفَّيْتَنِيْ کے لفظی معنی لئے جائینگے۔ ترجمہ۔ جسوقت

تونے اے پروردگار مجھ پورا بھر لیا (قبض کر لیا) یعنی آسمان پر زندہ صحیح وسالم مع الجسم اٹھا لیا میری امت کا تو ہی نگران تھا۔

بفرض غلط ان ہر دو آیات کے مندرجہ مُتَوَفِّيكَ وتَوَفَّيْتَنِي کے مجازی معنی لئے جائیں تب بھی ادعار مولف صاحب رسالہ تبلیغ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ آیت مُتَوَفِّيكَ ورَافِعُكَ کے یہ معنی ہونگے اے عیسیٰ میں تجھے بلندی دیکر (یعنی آسمان پر اٹھا کر پھر زمین پر بھیجکر) موت دونگا۔ لفظی تقدیم وتاخیر ہوگی۔ جو ناجائز نہیں۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں کوئی جھگڑا نہیں۔ کیونکہ اس آیت شریف کے یہ معنی ہیں کہ بروز قیامت جب اللہ پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کی امت کا حال دریافت فرمائیگا تو آپ عرض کرینگے کہ "خداوندا جبتک میں بحیثیت رسول اپنی امت میں رہا انکا نگران رہا۔ اور جب تونے مجھے آسمان پر اٹھا لیا اور پھر زمین پر بھیجکر موت دی ان کے حال کا تو ہی نگران رہا" یہ مطلب ومعنی لے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کی اس بحث کی تائید میں کہ حضرت عیسیٰ ؑ موت طبعی سے فوت ہو گئے ہیں قرآن اور احادیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ صرف مرقومہ دو آیات سے مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ بحث فرماتے ہیں۔ بخلاف اس کے اہل سنت والجماعت کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ رہنا۔ اور دنیا سے زندہ اٹھا لیا جانا

اور آئندہ آسمان سے نزول فرمانا ان واقعات کا ثبوت آیات قرآنی اور احادیث اور اجماع امت سے بخوبی ملتا ہے۔

جماعت مرزائیہ اور اہل سنت والجماعت اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے جاکر مسجود ملائکہ کئے گئے اور آدم و حوا کو جنت میں رکھا گیا۔ اور ان کو اجازت دی گئی کہ جنت میں رہکر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو۔ جس چیز کی خواہش ہو بلا تکلف کھاؤ۔ اور جہاں چاہو چلو پھرو لیکن شجر ممنوعہ کے پاس نہ جانا۔ مگر جب حضرت آدمؑ و حواؑ سے لغزش ہوگئی۔ اور شجر ممنوعہ کا ذائقہ چکھا معاً لباس ملکوتی کھل گیا۔ اور جسم ناسوتی (انسانی جسم) نظر آنے لگا تبھی یہ دونوں جسم کو پتوں سے ڈھانکنے لگے۔ حکم رب ہوا کہ اے آدمؑ و حواؑ تم دونوں نے اللہ پاک کی نافرمانی کی جسکی وجہ سے لباس ملکوتی کھل گیا اور جسم ناسوتی نظر آرہا ہے اب اس لباس ملکوتی کے کھلجا نیکی وجہ تم دونوں جنت میں نہیں رہ سکتے۔ آدمؑ و حواؑ کو زمین پر اتار دیا گیا چنانچہ آیت ذیل سے یہ واقعہ لفظ بلفظ ثابت ہے:۔

وَ یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ لِیُبْدِیَ لَهُمَا مَاوٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ ○ وَ قَاسَمَهُمَاۤ

اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ۙ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ سورہ اعراف۔ ترجمہ۔ اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو جس جگہ سے چاہو کھاؤ۔ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم ظالم لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کے پردہ کا بدن کھل جائے جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا۔ اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے دونوں کو اس درخت سے اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم اس درخت کے قریب جاؤ تو فرشتہ ہو جاؤ گے۔ یا ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں ہو جاؤ گے۔ اور ان دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ یقین جانئے کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ پس ان دونوں کو فریب سے اس درخت کے نیچے لے آیا۔ جب ان دونوں نے درخت کو چکھا دونوں کے پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو کھل گیا۔ اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ کر رکھنے لگے تب ان کے رب نے ان کو پکارا کہ کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے ممانعت نہ کر چکا تھا۔ اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے؟

الغرض اس آیت شریف سے یہ ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنا کر اون کے ناسوتی جسم پر ملکوتی لباس پہنا کر اللہ تبارک و تعالیٰ نے

مع حواؑ جنّت میں رکھا۔ اور انکو جنّت میں بجز شجر ممنوعہ ہر شئی کے کھانے پینے کی اجازت دیدی چنانچہ عرصہ تک حضرت آدم علیہ السلام و حواؑ جنت میں رہے جو جی چاہتا کھاتے اور جہاں جی چاہتا رہتے تھے شیطان نے ان دونوں کو دھوکہ دیکر شجر ممنوعہ کے پاس لایا اور یہ دونوں اس کے پھل کھاتے ہی ان کا ملکوتی لباس جو جسم ناسوتی کو چھپائے ہوئے تھا جاتا رہا اور جسم ناسوتی نمایاں ہوگیا۔ تب اللہ پاک نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا کہ اب تم دونوں ناسوتی لباس سے جنّت میں نہیں رہ سکتے۔ دنیا میں اتار دیئے گئے۔

اس آیت شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان ناسوتی جسم کے ساتھ لباس ملکوتی میں جنت اور ملاء اعلیٰ میں رہ سکتا ہے۔ جبتک لباس ملکوتی جسم ناسوتی پر رہیگا انسان اپنی حقیقت واصلیت سے جنّت میں مثل حضرت آدمؑ و حواؑ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اور اسطرح ملاء اعلیٰ میں رہنا نہ خلاف سنّت الٰہی ہے اور نہ خلاف عقل و قیاس پس اگر حضرت عیسٰیؑ بھی جسم ناسوتی پر لباس ملکوتی پہن کر ملاء اعلیٰ میں رہیں تو کون سی سنت الٰہی کے خلاف بات ہے۔

پس اس بحث سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسٰیؑ جسم ناسوتی کے ساتھ لباس ملکوتی پہن کر آسمان میں رہ سکتے ہیں۔ اس کیفیت کو ایک اور واضح مثال سے سمجھاتا ہوں۔ جب قیامت قائم ہوگی حشر اجساد ہوگا۔ حساب و کتاب کے بعد نیک جنت میں اور برے دوزخ میں بھیجے جائینگے فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ

وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ۔ ترجمہ۔ ایک گروہ جنت میں جائیگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔" نیک و بد بفرق مراتب اپنے اپنے مناسب حال اُسی لباس سے جنت و دوزخ میں جائینگے۔ جس سے آدم و حوا علیہما السلام جنت میں تھے یا حضرت عیسیٰ اسوقت ملا اعلیٰ میں ہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی۔ سورہ طٰہٰ۔ ترجمہ میں نے تم انسانوں کو مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں لے جاؤنگا اور پھر اُسی سے دوبارہ نکالونگا۔

اس طرح جب انسان قبروں سے اُٹھینگے حساب و کتاب ہوگا جنت یا دوزخ میں داخل کئے جا دینگے۔ آپ فرمائے کہ کیا اسی کالبد خاکی سمیت یکون اس لباس کے جو جنت و دوزخ کے لائق ہو بغیر پہنائے جنت یا دوزخ میں داخل کئے جائینگی ہرگز نہیں لیکن اگر وہی لباس آج حضرت عیسیٰ کو اللہ پاک نے پہنا کر آسمان پر رکھا ہو تو کیا مقام تعجب و حیرت ہے۔ غالباً مرزائیہ حضرات حضور انور کے معراج جسمی کے منکر نہ ہونگے۔ جس بزرگ و قادر ہستی نے حضور اکرم کو جسم کے ساتھ عرش اعظم پر بلا کر جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرایا ہوا اور طرفۃ العین میں زمین پر واپس فرمایا ہو۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ اگر ایسے بزرگ و قدیر ہستی نے حضرت عیسیٰ ع کو آسمان پر رکھا ہو تو کون سی سنت کے خلاف ہوا۔ اور کیا نا ممکن بات ہے۔ جبرئیل ع جب حضور انور کے پاس تشریف لاتے تھے تو اکثر دحیہ کلبی کی صورت میں آتے تھے اور لباس ناسوتی میں

ملبوس ہوتے۔ اور جب آسمان پر تشریف لیجاتے اپنے لباس ملکوتی ہیں جاتے۔ کیونکہ بلا لباس ناسوتی ساکنان ملکوتی ساکنان ناسوتی کو نظر نہیں آتے۔ اور حضرت جبرئیل کو حضور انور کے اکثر صحابہ نے دیکھا ہے۔ اسیطرح سامری کا جبرئیلؑ کو دیکھنا اور خاک اٹھا لینا۔ اور بچھڑے میں ڈال کر قوم موسیٰؑ کو گمراہ کرنا بہت مشہور اور قرآن پاک میں مذکور ہے۔ اب آپ خود انصاف فرمائیے کہ جبرئیل علیہ السلام تو لباس ملکوتی سے لباس ناسوتی میں زمین پر آسکتے ہیں۔ پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ مگر ایک اولوالعزم صاحب شریعت و کتاب رسول (حضرت عیسیٰؑ) لباس ملکوتی میں کر آسمان پر نہیں جا سکتا اور نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ نبی مرسل کا درجہ حضرت جبرئیلؑ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ ہاروت و ماروت فرشتوں کا لباس ناسوتی میں دنیا میں آنا اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جانا اور لوگوں کو سحر و ساحری سکھلانا قرآن پاک میں مفصل مذکور ہے۔ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ

سورۂ بقر۔

فرشتے تو لباس ناسوتی میں آکر دنیا میں زندگی بسر کر سکتے ہیں پابند لیل و نہار ہو سکتے ہیں عشق و محبت کر سکتے ہیں۔ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ۝ سورۂ یونس۔ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ۔ سورۂ بنی اسرائیل۔ یعنی کراماً کاتبین ہمارے کاندھوں پر بیٹھ کر ہمارے شب و روز کے اعمال لکھتے ہیں۔

کراماً کاتبین باوجودیکہ فرشتے ہیں اور کھانے پینے وغیرہ سے مستغنی مگر وہ دنیا میں

بحالت ملکوتی رہ سکتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ جو اولوالعزم پیغمبر ہیں اور کلمۃ اللہ اور بغیر باپ کے اور قطرۂ منی کے پیدا ہوتے ہیں اور روح القدس سے فیضیاب ہیں۔ لیکن اُن کا آسمان پر رہنا خلافِ سنتِ الٰہی ہے۔ کیا مذکورہ دو فرشتوں کا اسطرح دنیا میں بمقام بابل لباس بشری کے ساتھ آکر میعادِ مقررہ ختم کرنا سنتِ الٰہی کے موافق ہے۔ غور فرمائیے یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (یہی اس کی سنت ہے کون معترض ہو سکتا ہے) وہ سب سے پوچھتا ہے لیکن پوچھا نہیں جاتا۔ ارشاد باری ہے کہ اِنَّ مَثَلَ عِیسیٰ عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ۔ سورۂ آل عمران (ترجمہ) اللہ کے پاس عیسیٰؑ آدم کے مثال ہیں۔

جب کہ حضرت عیسیٰؑ مثالِ آدمؑ ہیں تو آپ میں بھی خصوصیاتِ آدمؑ ہونے چاہئیں۔ چنانچہ آپ بھی مثلِ آدمؑ مٹی سے بنائے گئے۔ بغیر قطرۂ منی پیدا کئے گئے۔ چونکہ حضرت آدمؑ قبل موتِ طبعی عرصہ تک جنت میں رہے اس لئے حضرت عیسیٰؑ کا بھی مثلِ آدمؑ جنت میں رہنا ضروری تھا اور یہی سنتِ الٰہی تھی۔ اسی لئے حضرت عیسیٰؑ بھی بذریعہ رفع آسمانی جنت میں رکھے گئے ہیں۔ حضرت مہدی موعودؑ کے زمانہ میں مثل حضرت آدم علیہ السلام لباس ملکوتی کو اُتار کر اپنے جسمِ ناسوتی کے ساتھ زمین پر تشریف لائینگے اور کچھہ دنوں کے قیام کے بعد موتِ طبعی سے تحت سنتِ الٰہی داعیٔ اجل کو لبیک کہیں گے۔ غرضکہ اس تمام بحث سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا کہ ایک انسان ناسوتی و بشری جسم کے ساتھہ آسمان پر زندہ رہ سکتا ہے۔ اس مقام پر مجھے اصحاب کہف کا واقعہ یاد آیا

جو سورۂ کہف میں بالتفصیل مذکور ہے اتنا کس زمانہ سے بدون غذا زندہ سو رہے ہیں اور قیامت تک سوتے رہیں گے اگر اسیطرح حضرت عیسیٰؑ ایک مقررہ مدت تک آسمان پر رکھے جائیں تو کیا تعجب کی بات ہے کیا حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی میں نہیں رکھے گئے۔ اگر وہ مسبحین سے نہ ہوتے تو کیا قیامت تک شکم ماہی میں خدا انکو زندہ نہ رکھتا فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون سورہ صافات ترجمہ پس اگر یونس تسبیح نفرماتے تو وہ شکم ماہی میں قیامت تک رہتے۔ جب فرعون رود نیل میں مع لشکر غرقاب کیا جا رہا تھا رب عالم پر ایمان لاکر رہائی کی خواست کی ارشاد ہوا کہ ایسے وقت کسی کا ایمان قابل قبول نہیں البتہ آج تیرے جسم کو نجات دونگا تاکہ آنیوالی نسلوں کیلئے عبرت ہو۔ الیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک اٰیۃ۔ ترجمہ آج تیرے جسم کو نجات دونگا تاکہ تیرے پیچھے آنیوالوں کو (عبرت کی) نشانی ہو۔ چنانچہ بموجب وعدۂ الٰہی آج تک فرعون کی نعش صحیح وسالم عجائب خانۂ لندن میں موجود اور عبرت بنی ہوئی ہے۔ اور یہ قیامت تک رہیگی۔ فرعون کی نعش تو ہزار ہا سال صحیح وسالم رہ سکتی ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ کا وقت مقررہ تک آسمان پر بقید حیات مع الجسم رہنا حیرت انگیز ہے۔

ایسے سیکڑوں واقعات ہیں لیکن مرزائیہ حضرات کو حضرت عیسیٰؑ کا واقعہ رفعت آسمانی محیر العقل اور خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے۔ پس اس تمام بحث کا یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت عیسیٰؑ مثل آدمؑ وحواؑ آسمان پر بشری وجسمانی حالت میں زندہ ہیں جو خلاف سنت الٰہی نہیں الخ اور اگر خلاف سنت الٰہی ہوں بھی تو قابل اعتبار نہیں۔ ہر مقام کے لئے ایک لباس کی ضرورت ہے۔ مگر تبدیل لباس سے حقیقت واصلیت میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔

اب یہ سوال رہجاتا ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالئے گئے۔ اور وہ وہاں زندہ ہیں قبل اس کے کہ قرآنی ثبوت پیش کیا جائے کچھ مختصر

حال رفع آسمانی حضرت عیسیٰؑ بیان کرتا ہون تاکہ وجوہ رفع آسمانی معلوم ہوں
جب حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے اُسوقت راہبون اور درویشون کی حالت
ناگفتہ بہ تھی ۔ لوگوں کو دہوکہ دیکر مال ناحق کھا جاتے ہر قسم کی برائیوں
اور معائب کا شکار بن گئے تھے ۔ حضرت عیسیٰؑ بذریعہ نصیحت اُن کی اصلاح کی
کوشش فرمانے لگے ۔ اور عام طور سے ان کو ان بُرائیوں سے ٹوکتے اس پر
راہب اور درویش آپ کے سخت مخالف ہوکر آپ کے قتل کی سازش کی ۔
جب حضرت عیسیٰؑ کو اس سازش کا حال معلوم ہوگیا تو آپ ایک مکان میں
اپنے حواریون کے ساتھ روپوش ہوگئے ۔ مخالفین آپ کی تلاش میں تھے ۔
اور ہیرودس (حاکم وقت نے) یہودیون اور اُن کے راہبون کو اجازت دے
رکھی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کو پکڑ کر سُولی دیدیں ۔ یہ حال دیکھ کر آپ کے سب
حواری آپ سے علیحدہ ہوگئے اور آپ مکان میں تنہا رہ گئے ۔ آپ کے حواریون
سے ایک حواری سازشیوں کو اُس مکان کی طرف لے گیا جس میں آپ کئی
روز سے روپوش تھے ۔ اول وہ حواری خود اُس مکان میں داخل ہوا مگر اُس کے
داخل ہونے سے قبل اللہ تبارک وتعالیٰ نے بذریعہ حضرت جبرئیل حضرت
عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھالیا ۔ اِنِّی مُتَوَفِّیكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ ۔
جب وہ حواری حضرت عیسیٰؑ کو مکان میں نہ پایا حیران ہوکر واپس ہورہا تھا کہ
اوسکی صورت بظاہر عیسیٰؑ کی سی ہوگئی ۔ جب وہ باہر آیا تو سازشیوں نے اُس کو
سُولی دیدی ۔ مگر اس کے بعد بتلانے والا شخص ان کو نہ ملا ۔ جس کی وجہ اُن میں
آپس ہی میں اختلاف ہوگیا ۔ یہودیوں کی اکثریت آپ کے قتل پر تھی ۔ اور نصاریٰ

سُولی چڑھائے جانیکا واقعہ بیان کرتے تھے۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ ھُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۔ ترجمہ تحقیق کہ یہ قرآن پاک اکثر اُن چیزوں کو بنی اسرائیل پر ظاہر کرتا ہے جس میں وہ مختلف ہوگئے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَ بِکُفْرِھِمْ وَقَوْلِھِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُھْتَانًا عَظِیْمًا ۝ وَّقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَھُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ سورہ نساء۔ ترجمہ۔ ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریمؑ پر بڑا بہتان دھرنیکی وجہ اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح ابن مریمؑ کو جو کہ اللہ پاک کے رسُول ہیں قتل کردیا۔ حالانکہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو نہ قتل کیا نہ سُولی دی۔ لیکن ان کو شبہ ہوگیا۔ اور جو لوگ ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیالی میں مبتلا ہیں۔ اون کے پاس اس کی نسبت کوئی دلیل نہیں بجز قیاسی باتوں پر عمل کرنیکے اور یہ یقینی بات ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو اللہ پاک نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ پاک بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ حضرت عیسیٰؑ نہ قتل ہوئے اور نہ سُولی دیئے گئے (حالانکہ یہود و نصاریٰ قتل و سُولی پر متفق ہیں) اور موت

طبعی سے مرنیکے ان دونوں گروہوں سے کوئی بھی نہیں - ایسی صورت میں یا تو سولی ہوئی تھی یا قتل۔ جب ان دونوں واقعات کی اللہ پاک تغلیط فرماتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لینے کے واقعہ کو ظاہر فرماتا ہے تو اس کے خلاف واقعات کو کس طرح تسلیم کیا جائیگا۔ اور ایسی صاف وصریح آیت کے بعد اُس کے خلاف رائے قائم کی جاویگی۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَنْكَ سورہ مائدہ۔ ترجمہ۔ جب کہ میں نے بند کیا بنی اسرائیل کو تجھہ سے یعنی بنی اسرائیل کو تیرے قتل و ہلاکت سے باز رکھا -) جب کہ باری تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کے شر سے آپ کو محفوظ رکھا۔ اور وہ آپ کو قتل کئے اور نہ سُولی دی۔ بلکہ وہ لوگ شبہ میں پڑ گئے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ آپ قتل ہوئے یا سُولی دئے گئے۔ حالانکہ اُن کا یہ خیال صحیح نہیں بلکہ وہ قیاس سے کام لے رہے ہیں اور تحقیق بات یہ ہے کہ اللہ پاک نے اُن کو اپنی طرف اُٹھا لیا ہے یعنی آسمان پر بلا لیا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد باری ہے کہ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ سورۂ مائدہ۔ ترجمہ۔ مسیح ابن مریمؑ ایک رسُول تھے اور ان کے پہلے (رسول گزر چکے) اس آیت شریف سے قبل ازیں تفصیلی بحث کی جا چکی ہے۔ اب یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ صرف اس قدر لکھا جاتا ہے کہ اس آیت شریف سے حیاتِ عیسےٰؑ ثابت ہے۔ غرض کہ تکمیل مثال آدمؑ کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر بجسم

کے ساتھ جانا ضروری تھا ورنہ رَافِعُكَ اِلَیَّ کا وعدہ اور رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کا واقعہ کس طرح صحیح ہو سکتا تھا۔ اور وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کیسے درست ہو سکتا ہے۔ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کسطرح صحیح مانا جا سکتا ہے۔

مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ کی سب سے بڑی اور اہم حجت یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر بشری و جسمانی حالت سے کسطرح زندہ رہ سکتے ہیں جب بدلائل عقلی و نقلی ثابت ہو چکا ہے کہ ایک انسان آسمان پر جسمانی و بشری حالت سے مثل حضرت آدم و حوا علیہما السلام زندہ رہ سکتا ہے اور یہ خلاف سنتِ الٰہی نہیں ہے تو پھر اس رفعت و سکونت آسمانی سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ کا آسمان پر تشریف لے جانا اور وہاں قیام فرما ہونا ایسا مشہور واقعہ ہے کہ اس کو اکثر شاعروں نے بھی اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔ چونکہ مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ حافظ شیرازیؒ کو بزرگ مانتے ہیں اس لئے اس مقام پر حافظ شیرازی کا ایک شعر لکھتا ہوں ؎

در آسمان چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ سماعِ زہرہ برقص آورد مسیحا را

ترجمہ۔ اگر زہرہ حافظ شیرازی کی غزل آسمان میں پڑھے تو کیا تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ وجد میں آجائیں۔

یہاں یہ امر قابل اظہار ہے کہ زہرہ ایک طوائف کا نام تھا

اور ایک ستارہ کا بھی نام ہے جو آسمانِ چہارم پر ہے۔ اور مقام عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان چہارم ہے۔

غرض کہ حافظ شیرازیؒ کے اس شعر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمانِ چہارم پر بقید حیات ہیں۔ ورنہ سماعِ زہرہ آسمان میں عیسیٰ علیہ السلام کو کسطرح وجد میں لا سکتا ہے۔ صائبؔ جو فرقۂ اثنا عشریہ کے مشہور شاعر ہیں کہتے ہیں کہ :-

زِ پہلوئے گران جان حذر کہ سوزن دوخت :: بپا ازیں فلک چارمیں مسیحا را

ترجمہ۔ سخت جان ہمراہوں سے پرہیز کرو۔ دیکھو ایک سوئی نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمانِ چہارم سے بڑھنے نہ دیا۔ مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمانِ چہارم پر ہیں۔

ان تمام مباحث کا یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ جو مستقل رسول اولوالعزم اور صاحب شریعت و کتاب تھے آسمان پر جسمانی و بشری حالت میں زندہ ہیں۔

اب تنقیح نمبر (۲) رہ جاتی ہے جو حسب ذیل ہے :-

(۲) اور کیا وہی حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ مسیحؑ امت موسوئی دوبارہ آسمان سے تشریف لا کر اس امتِ محمدیہ کی اصلاح فرمائینگے یا عیسیٰ النفس کوئی اور ہستی اس امتِ محمدیہ میں اس خدمت کو انجام دیگی اور وہ ہستی مثیلِ عیسیٰؑ کہلائیگی جس طرح حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ موسیٰؑ کہلائے۔

اس تنقیح کے دو اجزاء ہیں۔ (۱) اور کیا وہی حضرت عیسیٰ ؑ ابن مریم ؑ مسیح امت موسوی دوبارہ آسمان سے تشریف لاکر اس امت محمدیہ کی اصلاح فرمائیں گے۔ (۲) یا عیسیٰ النفس کوئی اور ہستی اسی امت محمدیہ میں اس خدمت کو انجام دیگی۔ اور وہ ہستی مثیل عیسیٰ کہلائیگی جس طرح حضرت سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ کہلائے

جزء اول کے اثبات میں مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ قرار دینے کو قرآن غلطی قرار دیتا ہے۔ اگر کوئی ہستی اس عالم ناسوت میں زندہ رہ سکتی تو وہ حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون زیادہ مستحق تھا؟

بدنیا اگر کسی پائندہ بودے ؛ ابوالقاسم محمد زندہ بودے

ترجمہ اگر دنیا میں کوئی ہمیشہ رہ سکتا تو محمد الرسول اللہ ہمیشہ زندہ رہتے

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ترجمہ۔ آپ بھی یا محمد ایک دن مرنیوالے ہیں وہ سب لوگ ایک دن مرنیوالے ہیں۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ (ترجمہ۔ آپ سے پہلے بھی اے محمد ہم نے کسی انسان کے لئے حیات دائمی تجویز نہیں کی تھی تو پھر کیا آپ کے مرنیکے بعد یہ سب کے سب زندہ ہی رہیں گے۔"

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کا یہ ادعا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کا آسمان پر

زندہ رہنے کو قرآن غلطی قرار دیتا ہے آیت مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ "پر مبنی ہے۔ اس کی نسبت اس رسالہ (نورحق) میں تفصیلی بحث کیجا کر یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر جسمانی بشری حالت میں مثل آدم وحوا علیہما السلام زندہ ہیں۔ اور اسطرح حضرت عیسیٰ کا آسمان پر زندہ رہنا سنتِ الٰہی کے خلاف نہیں۔ مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کی دوسری یہ حجت کہ " اللہ پاک نے کسی انسان کے لئے حیاتِ دائمی تجویز نہیں کی۔ اگر اللہ پاک اپنے دستور کے خلاف کسی ہستی کو اس عالم ناسوت میں زندہ رکھتا تو حضورؐ انور سے بڑھکر کون اس کا مستحق تھا" نہ اہل سنت والجماعت کا یہ ادعا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰؑ کیلئے حیاتِ دائمی تجویز کی اور نہ دنیا کے کسی مذہب نے یہ دعویٰ کیا کہ کوئی ہستی عالم ناسوت میں ہمیشہ رہیگی بلکہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (سورۂ انبیاء۔ ترجمہ ہر نفس موت کا مزہ چکھیگا) پر سب متفق ہیں اور یہ روز کا مشاہدہ ہے اس سے تو کوئی متنفس انکار نہیں کرسکتا البتہ اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ منکرین کے شر سے بچالئے جاکر آسمان پر زندہ اٹھالئے گئے ہیں چونکہ حضرت عیسیٰؑ موتِ طبعی سے انتقال نہیں فرمائے ہیں اس لئے اس قانونِ الٰہی کی تکمیل کے لئے بعہد حضرت مہدیِ موعود آسمان سے نزول فرماکر بعد قتل دجال اپنی طبعی موت سے انتقال فرمائینگے۔ چونکہ ہر ایک مخلوق کے مرنیکا ایک مقررہ وقت ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے موت طبعی سے مرنیکا ابھی وقت نہیں آیا وَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ

لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ؕ ترجمہ۔ جب اُنکی موت آجاویگی تو ایک گھنٹہ دیری ہوگی اور نہ جلدی (یعنی وقت مقررہ پر موت واقع ہوگی) چونکہ اسوقت عیسیٰؑ آسمان پر ہیں۔ اور جبتک وہ آسمان پر تشریف فرما رہینگے اسوقت تک آپ موت طبعی سے انتقال نہیں فرمائینگے۔ کیونکہ عالم ملکوت میں مثل عالم ناسوت موت نہیں۔ جب عالم ملکوت کی لباس ملکوتی اُتار کر (مثل آدم علیہ السلام) عالم ناسوت پر نزول فرمائینگے۔ اوسوقت آپکو موت طبعی سے دوچار ہونا پڑیگا۔

مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ کی یہ بحث کہ عالم ناسوت میں کسی ہستی کے لئے حیات دائمی تجویز نہیں ہوتی اس لئے عیسیٰؑ آسمان پر زندہ نہیں ہیں بداہتہً غلط ہے کیونکہ اسوقت عیسیٰؑ عالم ناسوت میں نہیں ہیں۔ بلکہ عالم ملکوت میں ہیں۔ اور اسوقت وہ عالم ملکوت کے قوانین کے تحت ہیں جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام زمانہ تک عالم ملکوت میں (جنت) میں رہے۔ نہ اُن کو وہاں موت آئی نہ مرض و علالت نہ پیری و کہولت اسیطرح حضرت عیسیٰؑ بھی ہیں۔ اور یہ کونسی تعجب کی بات ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ کو دیکھئے کہ کب پیدا ہوئے ہیں اور اب تک زندہ ہیں۔ اور ایک وقت مقررہ تک حسب ضوابط عالم ملکوت زندہ رہینگے۔ اور اپنے مقررہ وقت پر وہ بھی مرینگے۔ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ سورۂ رحمٰن ترجمہ فقط خدائے پاک باقی رہیگا۔

الغرض ہر مقام کے لئے ایک قاعدہ ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ بھی عالم ملکوت میں وہاں کے قاعدہ کے تحت زندہ ہیں۔ اگر ہم اس ملکوتی زندگی سے قطع نظر کر کے اس اصول کے تحت کہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ (سورہ رحمٰن) ترجمہ۔ پیدا کیا ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی سے۔" حیاتِ عیسیٰؑ پر غور کریں تب بھی ان کی زندگی اور حیات نہ خلافِ سنتِ الٰہی ہے۔ اور نہ کوئی عقلی و نقلی اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اصحابِ کہف کو دیکھئے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنے عرصہ قبل غار میں سو گئے اور کب تک (قیامت تک) سوتے رہینگے۔ نہ کھانا ہے نہ پانی۔ نہ مرض ہے نہ موت نہ درندہ کا خطرہ ہے نہ حشرات الارض کا خوف۔ جس خدائے قدیر کو یہ قدرت ہو وہ کیا حضرت عیسیٰؑ کو ایک وقتِ مقررہ تک اگر آسمان میں زندہ رکھے تو کونسی حیرت کی بات ہے۔

الغرض کہ اس تمام تقریر سے مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کی حجت باطل قرار پاتی ہے۔ اور جب یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ اٹھا لیٔ گئے اور وہ وہاں زندہ ہیں۔ اور ابتک موتِ طبعی سے نہیں مرے تو اس سنتِ الٰہی کے تحت کہ ہر متنفس کو موت ضروری ہے اور عالمِ ملکوت میں موت نہیں تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مثل آدم علیہ السلام حضرت عیسیٰؑ بھی اس سنت کی تکمیل کے لئے دوبارہ آسمان سے زمین پر نزول فرمائینگے۔ پس یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے۔ اس عقیدے کی تائید میں چند احادیث صحاح ستہ کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ
يَعْنِيْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ اَنَّهُ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ
فَاعْرِفُوْهُ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَ
تَيْنِ كَاَنَّ رَاْسَهُ يَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسَ
عَلَى الْاِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ
الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ
وَيُهْلِكُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ
سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ ۔ سنن ابو داؤد
شریف ۔ کتاب الملاحم ص۲۴۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۴۶ھ ۔ ترجمہ ۔
میرے اور عیسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا ۔ اور عیسیٰ نزول
فرمانے والے ہیں ۔ پس جب اُن کو دیکھو تو پہچانو میانہ قد ہوگا سرخ و سفید
ہونگے اُن پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہونگے ۔ گویا اُن کے سر سے قطرے
ٹپکتے ہونگے اور تری اُن کو نہ پہونچیگی ۔ آدمیوں کو اسلام کے لئے قتل کرینگے
اور صلیب کو توڑینگے ۔ اور قتل کرینگے خنزیر ۔ اور اُٹھا دینگے جزیہ کو اور
ہلاک کریگا اللہ پاک آپکے زمانہ میں جملہ ملتوں کو بجز اسلام کے ۔ اور وہ
ہلاک کرینگے مسیح دجال کو اور چالیس سال تک دنیا میں زندہ رہیں گے بعد
مرینگے اور آپ پر مسلمان نماز پڑھینگے ۔

ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ
اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ حَجِيْجُهُ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ

فِیْکُمْ فَامْرءٌ حَجِیْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ
اَدْرَکَهٗ مِنْکُمْ فَلْیَقْرَاْءُ عَلَیْهِ بِفَوَاتِحِ الْکَهْفِ فَاِنَّهَا
جَوَارُکُمْ مِنْ فِتْنَتِهٖ قُلْنَا وَمَا لُبْثُهٗ فِی الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ
یَوْمًا یَوْمٌ کَسَنَةٍ وَیَوْمٌ کَشَهْرٍ وَیَوْمٌ کَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ
اَیَّامِکُمْ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ کَسَنَةٍ
اَتَکْفِیْنَا فِیْهِ صَلٰوةُ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ
ثُمَّ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ
شَرْقِیِّ دِمَشْقَ فَیُدْرِکُهٗ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلُهٗ۔ سنن ابو
داؤد شریف ص۲۴۵ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا
ذکر فرمایا۔ اور فرمایا کہ اگر دجّال میرے زمانہ میں خروج کرے تو لڑونگا۔
اور اگر میرے بعد خروج کرے تو تم اس سے لڑو اور اللہ پاک میرا خلیفہ
(محافظ) ہے جملہ مسلمانوں کا۔ پس اگر تم دجّال کو پاؤ تو سورۂ کہف کی ابتدائی
آیتیں اسپر تلاوت کرو۔ کیونکہ یہ آیتیں دجّال کے فتنہ سے تمہارے پڑوسی
ہیں۔ (یعنی تمہارے معین و مددگار ہیں) پس ہم صحابہ نے عرض کیا کہ دجّال کا
قیام زمین پر کتنے عرصہ رہیگا۔ فرمایا چالیس روز جس میں سے ایک روز ایک
سال کے برابر اور ایک روز ایک مہینے کے برابر اور اور ایک روز ایک جمعہ کے
برابر اور باقی دن ہمارے دنوں کے برابر رہینگے۔ پس ہم صحابہ نے عرض کیا
کہ اس دن جو ایک سال کے برابر ہوگا کیا ہمکو اس میں ایک رات اور
دن کی نماز کافی ہو جائیگی۔ ارشاد ہوا کہ اس کا اندازہ کرو۔ پھر

نزول فرمائینگے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریمؑ دمشق کے شرقی منارۃ البیضا پر۔ پس آپ دجال کو باب لُد پر پکڑینگے۔ اور اُسکو قتل کرینگے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُقْسِطًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَ یَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ۔ ترمذی شریف۔ صـ۴۶ ۔ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات پاک کے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قریب بتحقیق تم میں حضرت ابن مریمؑ (عیسیٰ علیہ السلام) حکم کرینگے عدل کو ساتھ صلیب کو توڑینگے۔ اور خنزیر کو قتل کرینگے۔ اور جزیہ کو اٹھا دینگے۔ اور مال کی اسقدر کثرت ہوگی کہ اُس کا لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

ان احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانی نزول اور آپ کے اوصاف اور زمانۂ نزول۔ اور آپ کی طبعی موت اور خروج دجال اور اسکا زمانۂ قیام و فساد اور اُس کا قتل بالتفصیل ظاہر ہے۔ اور جب عیسیٰ ابن مریمؑ کا نزول آسمانی ثابت (جسطرح کہ ان احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے) تو پھر آپکا رفعت وصعود آسمانی مسلمہ ہو جاتا ہے۔ غرضکہ نزول ثابت ہو تو رفعت وصعود آسمانی ثابت ہوگا۔ اگر صعود و رفعت آسمانی ثابت ہو تو نزول لازمی قرار پاتا ہے۔ یہ ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔

غرضکہ مباحث جز ودوم نمبر (۲) سے تنقیح نمبر (۱) پر اور مباحث تنقیح نمبر (۱) جز ودوم تنقیح نمبر (۲) پر کافی روشنی پڑ سکتی ہے۔ اور ان دونوں کے جملہ مباحث پر کافی غور کرنیکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بلا موت طبعی آسمان پر صعود فرمانا اور وہاں بقید حیات رہنا۔ اور دنیا میں دوبارہ نزول فرمانا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ انکار کی قطعاً گنجائش نہیں فَتَدَبَّرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔ ترجمہ۔ اے صاحبان نظر خوب غور و فکر کرو۔

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے اس تنقیح کے جز اول میں حضرت عیسیٰؑ کو متبع امت موسوی تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ مباحث سابقہ سے یہ ثابت قرار پا چکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مستقل صاحب شریعت و کتاب رسول ہیں شریعت موسوی کے متبع رسول نہیں۔ اس لئے اس مقام پر اس کی مکرر بحث بے ضروری ہے۔ ان تمام دلائل کے لحاظ سے جو مذکور ہوئے ہیں جز اول تنقیح نمبر (۲) خلاف مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ فیصل پاتا ہے۔ اور اب جز ودوم تنقیح نمبر (۲) سے بحث کیجاویگی جو حسب ذیل ہے:۔

"یا عیسیٰ النفس کوئی اور ہستی امی امت محمدیہ میں اس خدمت کو انجام دیگی۔ اور یہ ہستی مثیل عیسیٰؑ کہلائیگی۔ جسطرح حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰؑ کہلائے ہیں۔"

اس جز و کی تائید میں مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"جیسے سیدنا موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ آکر قوم موسویؑ کی اصلاح کرے۔ اسی طرح حضرت سیدنا محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جنہیں قرآن پاک میں مثیل موسیٰؑ قرار دیا گیا ہے ایک عیسوی النفس مصلح مسیح محمدی پیدا ہوگا۔ اور وہ امت محمدیؐ کی بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح فرمائیگا۔ وہی مسیح مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کیونکہ مسیح عیسویؑ اگر امت محمدیؐ کی اصلاح کرے تو وہ خدا کے اوس ارشاد کے خلاف ہے جو قرآن میں خدا نے حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے کہلوایا ہے کہ میں صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

دوسرا یہ کہ اس طرح حضرت محمدؐ صلعم کی ایک قسم کی کسرِ شان بھی ہے کہ اُن کی اُمت زیر بار منت آل اسرائیل ہو کہ آل اسماعیلؑ اور آل محمدؐ کی اصلاح آل اسرائیل کا ایک فرد کرے تو ان حالات میں بجز اس کے گزیر نہیں کہ یہ مان لیں کہ کوئی اور ہستی عیسی النفسی کریگی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ ؎

دمبدم روح القدس اندر معینی می دمد
من نمی گویم مگر من عیسیٰ دوران شدم

خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

~~۳۷۴۳~~ ۳۱۵

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا می کرد

تو اس سے معلوم ہوا کہ فیض روح القدس حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے علاوہ بھی اور لوگون پر ہو سکتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آنیوالا مسیح امت محمدیؐ ہی میں سے اللہ تعالی کا منتخب کردہ ایک فرد ہوگا۔ اور وہ مثیل موسیٰؑ ہوگا۔ انتھا)

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کی حجت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیلؑ کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ یٰبَنِیٓ اِسْرَاۗءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اِلَیْکُمْ تو پھر بنی اسرائیل کا پیغمبر امت محمدیہ کی کیسی اصلاح فرمائیگا۔ اور اس سے حضورؐ کی کسر شان ہے۔ اسکا یہ جواب ہے کہ جسطرح ہر ایک نبی و رسول ایک میعاد معین کے لئے اور مخصوص قوم کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجے گئے تھے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی بنی اسرائیل کی طرف ایک مدت مقررہ تک بھیجے گئے۔ آپ نے بلغ ما اُنزِلَ اِلَیْكَ۔ ترجمہ پہنچادے جو تجھ پر نازل کیا گیا" کے تحت اپنی امت کو خدائی پیغام پہنچا دیا۔ مگر آپکی قوم نے آپکی مخالفت کی۔ اس لئے خدائے قادر و دانا نے آپکو آسمان پر اٹھا لیا۔ جس کی وجہ آپ کی میعاد رسالت ختم ہوگی۔ کُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ۔ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ۔ سورہ مائدہ۔ ترجمہ۔ جبتک میں اپنی امت میں (دنیا) میں رہا۔ اون کا شاہد رہا۔ پس جس وقت تو نے مجھے

(آسمان پر) اٹھالیا تو ہی اُن کا نگران رہا۔ حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانیکے بعد عرصہ تک سلسلۂ رسالت موقوف رہا۔ اس کے بعد حضور خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بشیر ونذیر بنا کر بھیجے گئے۔ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ فَقَدْ جَآءَکُمْ بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ سورۂ مائدہ۔ ترجمہ۔ اے اہل کتاب تمھارے پاس ہمارے یہ رسول آپہنچے جو کہ تمکو صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا تاکہ تم یوں نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر ونذیر نہیں آیا سو تمہارے پاس بشیر ونذیر آچکے ہیں۔"

اللہ پاک نے جب حضور سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافۃ الناس کی طرف مبعوث فرمایا تو جملہ انبیاء کے شریعتوں اور کتابوں کو منسوخ فرمایا۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ سورۂ صف۔ ترجمہ۔ وہ ایسی پاک ذات ہے کہ اُسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین کراہت کریں" اور مذہب محمدیہ کا نام دین اسلام منتخب فرما کر اس کو کامل ومکمل فرما دیا۔ اور تا قیام قیامت اس کو باقی رکھیگا۔ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان سے بعد حضرت مہدی موعود علیہ السلام دنیا میں

تشریف لاوینگے تو اللہ پاک آپ کو میثاقِ ازلی۔ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۔ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ؕ سورۂ آل عمران۔ ترجمہ۔ "اور جبکہ اللہ تعالےٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تمکو کتاب اور علم دوں۔ پھر تمھارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اسکا جو تمھارے پاس ہے تو تم ضرور اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا۔ فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اسپر میرا عہد قبول کیا۔ انبیاء فرمائے کہ ہمنے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا۔ اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہ ہوں" یاد دلائیگا پس فوراً آپ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوینگے۔ اور حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حمایت فرمائیں گے۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے کہ اگر آج بزمانۂ رسالت خود حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوتے تو میری اتّباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔ اس بحث کا یہ خلاصہ ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ نزولِ آسمانی کے بعد علیٰ شریعتِ محمدیہؐ تبلیغ فرمائینگے۔ اور آپ کی حیثیت اُسوقت اپنے دین کے تبلیغ کرنیوالے رسول کی نرہیگی۔ اور آپ شریعتِ محمدیہؐ کی اتباع فرمائینگے۔ یہ مان لینا پڑیگا کہ حضرت دوبارہ آسمان سے نزول فرمانیکے بعد آپ کی حیثیت مبلغ دینِ خود کی نرہیگی۔ آپ دینِ محمدیہؐ کی تبلیغ واشاعت فرمائینگے۔ اور آپ کے اس طرح

اشاعت و تبلیغ سے حضور سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ علیا ظاہر ہوگا نہ کہ کسر شان۔ اس مسئلہ کا حل ایک اور طریقہ سے ممکن ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ سورہ حجرات ترجمہ۔ اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمکو مختلف قومیں اور خاندان بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ اللہ خوب جاننے والا اور خبردار ہے"۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی مرسل صاحب شریعت و کتاب رسول اور متقی و پرہیز گار اگر حضور محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کی اصلاح فرماویں تو کیا کسر شان ہے۔ دیکھو حضور انور صلعم کے دنیا سے پردہ فرمانیکے بعد حضرت سیدنا علیؓ و عباسؓ اور دیگر قریبی قرابتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد سیدنا عمر و عثمان رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے۔ اس سے کیا کسی کی کسر شان ہے ہرگز نہیں۔

الغرض مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کی حجت صحیح نہیں اور حضرت عیسیٰؑ کی تبلیغ اور اصلاح امت محمدیہ کی وجہ سے حضور انورؐ کی کسر شان کے خلاف نہیں۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمانی ثابت قرار پائے تو پھر کسی اور عیسیٰ النفسی کی نہ ضرورت رہی۔ اور نہ کوئی ہستی بجز عیسیٰؑ ابن مریم کر

مسیح موعود کا ادعاء کر سکتی ہے اور نہ اُسکا ایسا ادعا رحق بجانب ہو سکتا ہے۔ اس تنقیح کی تائید میں مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے خواجۂ ہند غریب نواز اور حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے جو شعر تحریر فرمایا ہے اُس سے مؤلف صاحب کی خیال کی تائید نہیں ہوتی ۔حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں ؂

دمبدم روحُ القدس اندر معینی می دمد ؎
من نمی گویم مگر من عیسیٰ دوراں شدم

یہاں روحُ القدس سے صفات ملکیہ مراد ہیں لفظ عیسیٰؑ بہ مناسبت روحُ القدس لایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معین الدین چشتیؒ ازبسکہ رضائی الٰہی میں فنا ہو گیا۔ جس کی وجہ صفاتِ ملکوتی اوسمیں سائر و دائر ہیں۔ اس لئے وہ بڑے بڑے خوارق عادات و کمالات کا مظہر و منبع بنا ہوا ہے۔

اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی فضل عنایت سے فیوضات روح القدس کو معین الدین میں سائر و دائر کر دیا ہے جس کی وجہ معین الدین یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کا عیسیٰؑ ہو گیا ہے ۔مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ عیسیٰ ہو نہیں سکتا۔ عیسیٰ ابن مریم اپنے وقت مقررہ پر نزول فرمائینگے اور کسی کو ایسے ادعاء کا منصب ہے اور نہ ایسا ادعا رحق بہ جانب ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ اس طرح کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

خواجہ صاحب کے مرقومہ شعر کے ایک اور بھی معنی ہو سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر ایک ولی امتِ محمدیہؐ یک نبی کے قدم بقدم چلتا اور اسکے صفات کا

مظاہر ہوتا ہے جس طرح کہ حضرت غوث الثقلین محبوب صمدانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

لِکُلِّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَ اِنِّیْ ۔ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ الْبَدْرِ الْکَمَالِ

ترجمہ۔ ہر ایک ولی ایک نبی کے قدم پر ہے اور میں نبی بدر الکمال (حضور انور) کے قدم پر ہوں " اسی طرح حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ میں مظہر صفا عیسیٰ ہونیکی حیثیت سے روح القدس مجھ پر نزول فرماتے ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پر میں خود کو عیسیٰ وقت کہہ سکتا ہوں۔ اس کے باوجود میں خود کو عیسیٰ اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ میں فی نفسہ عیسیٰ نہیں ہوں بلکہ انکا مظہر اور اُن کے قدم چلنے والا ولی ہون۔ یا اس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ دم مبدم روح القدس معین الدین میں جلوہ افروز ہے اگرچہ کہ میں نہیں کہتا لیکن میں مسیح موعود ہوں۔

غور فرمایا جائے کہ اس شعر سے کہاں یہ مطلب نکلتا ہے کہ عیسیٰ النفسی ہستی امت محمدیہ میں آئیگی۔ اور وہ امت کی اصلاح فرمائیگی۔ اور اگر یہ دعا صحیح ہے تو خود خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے خود عیسیٰ موعود ہونے کا ادعا فرمایا ہے۔ اب جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مکرر ادعا کا کیا منصب حاصل ہوسکتا ہے۔

الحاصل اس شعر سے مولف صاحب رسالہ تبلیغ کو کچھ فائدہ نہیں مل سکتا بلکہ ان کے اغراض کے خلاف ہے۔ دوسرا شعر حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کا درج ذیل ہے۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید + دیگراں ہم بہ کنند آنچہ مسیحا می کرد

اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ اگر فیض روح القدس پھر کسی کی مدد کرے تو ایسا شخص بھی حضرت عیسیٰ کی طرح کارہائے نمایاں کر سکیگا۔ لیکن اب ایسا ممکن ہے اور نہ کسی سے ایسے کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوسکتے ہیں۔ اس شعر سے بھی مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ کے ادعا کی کچھ بھی تائید نہیں ہوتی۔

اس بحث کا یہ خلاصہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ دوبارہ آسمان سے تشریف لاکر بمعیت حضرت مہدیٔ موعودؑ امت محمدیہؐ کی اصلاح فرمائینگے آپکے سوا کوئی اور ہستی مسیح موعودؑ نہیں ہوسکتی۔ اس تنقیح کا تصفیہ خلاف مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ کیا جاتا ہے۔ اور جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ادعائے مسیح موعودئی کو ناثابت قرار دیا جاتا ہے۔ اس تنقیح کے تصفیہ کے بعد اب تنقیح نمبر (۴) تصفیہ طلب رہ جاتی ہے جو حسب ذیل ہے:-

کیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح محمدیؑ ہیں جن کے آنیکا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور ان کا ماننا ضروری ہے۔

یہ آخری اور تمام مباحث کے نتائج کے استخراج کی تنقیح ہے جو باصطلاح قانون داد رسی کی تنقیح کہلاتی ہے۔ اس تنقیح کے دو اجزا ہیں۔

(۱) کیا میرزا غلام احمد صاحب مسیح محمدیؑ ہیں جن کے آنیکا وعدہ کیا گیا تھا۔ (۲) اور انکا ماننا ضروری ہے۔

مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے جزو اول کے اثبات میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ:-

" جو خدا موسیٰ اور رسول اللہ جیسے اولوالعزم پیغمبر پیدا کر سکتا ہے وہ کیا رسول اللہ کے بعد کسی ایسے رسول یا نبی کو جو تابع شریعت محمدی ہو پیدا نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہنا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا اللہ کی ضرور بے قدری ہے۔ یا یوں سمجھو کہ جب حضرت رسول اکرم مثیل موسیٰ ہیں۔ اور شریعت موسوی میں کئی نبی تابع شریعت موسوی گزر چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ شریعت محمدی میں بھی انبیاء تابع شریعت محمدی آئیں۔ اور یہی مرزا صاحب کا دعوے ہے "

اس بحث کا یہ جواب ہے کہ چونکہ حضور انور نہ مثیل موسیٰ ہیں اور نہ شریعت محمدیہ مثیل شریعت موسویہ۔ اور شریعت محمدیہ کامل و مکمل ہے اس لئے اب نہ کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہے اور نہ کوئی نبی آسکتا ہے یا یوں سمجھو کہ چونکہ موسیٰ خاتم الانبیاء نہ تھے۔ اس لئے شریعت موسویہ میں انبیاء آتے رہے۔ اور حضور انور خاتم الانبیاء ہیں۔ (لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ) میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔ اس لئے شریعت محمدیہ میں اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ (ان امور کی نسبت مفصل بحث لکھ چکا ہوں یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں)۔

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے اپنی مذکورہ حجت کے تحت نہ کوئی آیت قرآنی تحریر فرمائی۔ اور نہ کسی حدیث نبوی کا ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ وہ کونسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی ہے جس کی بنا پر جناب مرزا صاحب کو مسیح موعود منوانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کا اسی رسالہ میں ابتداء سے بطور نفیر ...

بنیادی اور اصولی بحث کی تائید میں نہ کسی آیت قرآنی کو پیش کیا اور نہ حدیث شریف نبوی بیان کی۔ البتہ فروعاتی بحثوں پر بعض آیات قرآنی کے ان اہم حصوں کو متروک فرما کر وسط آیات سے بلا لحاظ محل و موقع اور خلاف شانِ نزول تحریر فرمایا ہے۔ اگرچہ اس تنقیح کا بار ثبوت بدوش مولف صاحب رسالۂ تبلیغ تھا جنہوں نے اپنے دعوے کی تائید میں نہ کسی آیت قرآنی کو پیش کیا اور نہ کسی حدیث نبوی کو اور جب بار ثبوت بدوش مدعی ہوا اور وہ اس کو ثابت نہ کرے تو دعوے لائق اخراج ہو جاتا ہے۔ مدعی بلا دلیل و ثبوت جس بات کا ادعاء کرے باطل ہے (باطل است آنکہ مدعی گوید) کے تحت مولف صاحب رسالۂ تبلیغ کا یہ ادعاء کہ جناب مرزا صاحب مسیح محمدی ہیں غلط قرار پاتا ہے۔ جس کے لئے اب کسی تردید کی ضرورت باقی نہیں رہتی تاہم اس ادعار کی تغلیط کے لیے چند دلائل پیش کرتا ہوں۔ اور یہ دلائل ان کے سوا ہیں جو اب تک اس رسالۂ نور حق میں مذکور ہو چکے ہیں:-

(۱) نبی کا اس خاندان میں پیدا ہونا لازمی ہے جو اُس زمانہ میں سب میں زیادہ شریف اور باعزت ہو۔ حضور انورؐ کے بعد دنیائے اسلام میں فاطمی رضؓ خاندان سب سے زیادہ شریف اور قابل عزت و احترام مانا گیا ہے۔ چنانچہ مہدیؑ موعود بھی اسی خاندان میں ہونگے۔ اور اجل اولیاء اللہ بھی اسی خاندان میں ہوئے جیسے حسنین علیہما السلام و عبدالقادر جیلانیؓ و معین الدین چشتی وغیرہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) مگر جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مغل خاندان سے ہیں۔

(۲) مرزا صاحب کو جس رسول محترمؐ کا متبع نبی کہا جاتا ہے وہ تو اُمی تھے۔ اور مرزا صاحب لکھے پڑھے ہوئے۔

(۳) حضور محترمؐ عربی۔ قریشی و ہاشمی اور مرزا صاحب ہندی اور مغل۔

(۴) حضور محترمؐ جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں کتب سماوی میں تحریف ہو چکی تھی۔ اور خدائے واحد کا نہ کوئی پرستش کرنیوالا تھا۔ اور نہ تنہا خدائے وحدہٗ لاشریک کو مستحق پرستش خیال کیا جاتا تھا۔ یعنی دنیا کو رسول کی ضرورت تھی۔ مگر مرزا صاحب کے زمانہ میں نہ قرآن پاک میں کوئی تحریف ہوئی تھی اور نہ توحید پرست دنیا سے معدوم ہو گئے تھے۔ بلکہ چالیس کروڑ سے زیادہ مسلمان دنیا میں آباد تھے یعنی جب کہ کسی نبی کی دنیا کو ضرورت نہ تھی۔ یَٰأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ كَثِيرٗا مِّمَّا كُنتُمۡ تُخۡفُونَ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ۔ سورۂ مائدہ۔ ترجمہ۔ (اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول (محمدؐ) آیا تاکہ کتاب کے وہ تمام احکام بیان کرے جس کے اکثر احکام کو تم چھپایا کرتے تھے۔

نوٹ۔ مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ بتلائیں کہ مرزا صاحب کے ادعائے نبوت کے قبل قرآن پاک کے وہ کون سی آیات مخفی کر دی گئی تھیں جن کو مرزا صاحب آ کر ظاہر فرمائے۔ اور ان کے اظہار کے لئے مرزا صاحب کی ضرورت تھی۔

(۵) نبی کی کوئی پیشین گوئی غلط نہیں ہو سکتی۔ اور مرزا صاحب کے تقریباً جملہ پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ دیکھو نجومی۔ رمالی۔ سیاست دان

اظہار وغیرہ حالات موجودہ پر زائچے قائم کر کے آنیوالے واقعات وحالات کو قیاس سے بتلاتے ہیں جن سے بعض وقوع پذیر بھی ہوتی ہیں۔ انبیاء اور دوسروں کے پیشین گوئیوں میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ سورۂ نجم۔ ترجمہ۔ گمان یقین کے درجہ پر نہیں آسکتا۔"

مرزا صاحب نے احمدی بیگم سے اپنے عقد کی نسبت جس پیشین گوئی کا اظہار فرمایا تھا دنیا جانتی ہے کہ غلط ثابت ہوئی۔ کیا کسی نبی کی پیشین گوئی کی تغلیط کے لئے آج کوئی انسان دعوے کرسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

(۶) حضرت موسیٰؑ اور حضور انور صلعم نے شیبانی فرمائی اور ہجرت کی۔ مرزا صاحب نے کیوں اس سنت الٰہی کے خلاف ہجرت اور شیبانی نہیں فرمائی۔

(۷) ابتدا سلسلۂ نبوت ورسالت سے جناب مرزا صاحب تک کسی نبی یا رسول کے نام میں غلام کا لفظ نہیں آیا۔ مگر مرزا صاحب غلام احمد ہیں۔ اگر مسیحؑ غلام موسیٰ یا عبد موسیٰ ہوتے تو مرزا صاحب کے بھی غلام احمد ہونے پر کچھ اعتراض نہ ہوسکتا۔

(۸) بحث ومناظرہ میں کوئی نبی عاجز نہیں آئے مگر جناب مرزا صاحب کو اس سے بارہا دوچار ہونا پڑا۔

(۹) نہ حضرت عیسیٰؑ نے کوئی مکان بنایا اور نہ بیوی بچے کئے۔ اور مثیل عیسیٰؑ اس کے برخلاف ہیں اور جناب میں ایک بھی خصوصیت عیسوی نہیں ہے۔

(۱۰) آج تک کوئی پیغمبر شاعر نہیں ہوئے۔ جناب مرزا صاحب شاعر ہیں۔ اور قرآن پاک میں اَلشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ ۔ سورہ شورا (ترجمہ) شاعر گمراہوں کی پیروی کرتے ہیں" ارشاد ہوا ہے۔ اب آپ خود مرزا صاحب کی شاعری کا تصفیہ فرمالیں۔

(۱۱) ہر نبی کے زمانہ میں بعض متمرد و سرکش ہستیاں (جیسے ابوجہل۔ ابولہب۔ فرعون۔ ہامان۔ بخت نصر۔ عمالقہ۔ نمرود وغیرہ) رہی ہیں جن کو اُن کے انبیاء کے سامنے دردناک عذاب دیا گیا تا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ مگر مرزا صاحب کے کسی مخالف پر نہ کوئی عذاب نازل ہوا اور نہ اون کو کوئی صدمہ پہنچا۔ حضرت مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب زندہ مثال موجود ہیں۔ اور خود مرزا صاحب اُن کے حیات میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ اگر مرزا صاحب نبی برحق ہوتے تو کبھی بھی مولوی ثناء اللہ صاحب اس طرح نہ بچ سکتے کیونکہ یہ سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ سورہ روم ترجمہ۔ اور ہمنے آپ سے پہلے بہت سارے پیغمبر اون کی قوموں کے پاس بھیجے اور وہ اون کے پاس معجزات لیکر آئے۔ ہمنے اُن سے انتقام لیا جو مرتکب جرائم (انکار کئے) ہوئے۔ اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارا ذمہ تھا۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۔ سورہ مائدہ۔ ترجمہ۔ جو شخص اللہ اور اوس کے رسول اور

مؤمنین سے دوستی رکھیگا وہ اللہ کے گروہ سے ہے۔ اور بیشک اللہ کا گروہ غالب ہے۔" وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۚ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۔سورہ صفات
ترجمہ۔ ہمارے پیغمبروں کے لئے ہمارا پہلے سے یہ قاعدہ مقرر ہوچکا ہے بیشک وہی رسول غالب کئے جاوینگے۔ اور بیشک ہمارا لشکر غالب رہتا ہے۔"
وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۔سورہ انعام۔ اور آپ سے پہلے رسول جھٹلائے گئے۔ پس انہوں نے جھٹلانے پر صبر کئے اور تکلیف پائی یہاں تک کہ اون کو ہماری مدد پہنچی اور نہیں بدلتی اللہ کی سنت اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کے قصص پہونچ چکے ہیں) اگر مرزا صاحب نبی برحق ہوتے تو سنت الٰہی میں تغیر کیوں ہوتا؟

(۱۲) چونکہ حضور انور صلعم عربی النسل تھے اس لئے قرآن پاک عربی میں نازل ہوا۔ یا چونکہ قرآن پاک عربی میں نازل ہونے والا تھا اس لئے حضور محترم صلعم کو عرب میں پیدا کیا گیا۔ چونکہ قرآن پاک آخری سماوی کتاب تھی اور جملہ انسانوں کی ہدایت کے لئے تھی اس لئے زبان عربی میں نازل فرمائی گئی۔ اگر اہل عجم سے کسی پر نازل ہوتی تو کوئی ایمان نہ لاتے۔

جبکہ مرزا صاحب رسول عربی کے متبع نبی اور قرآن پاک سے اپنی آیات بینات بتلانے والے اور اُس کے احکام کی تعمیل کرنیوالے ہیں تو

آپ کو بھی عرب ہی میں پیدا ہونا چاہئے تھا جبکہ خدائے پاک کے ارشاد کے خلاف آپ عجمی ہو کر رسول عربی کے متبع نبی کا ادعا کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک کا یہ ارشاد ہے کہ ہم نے اس قرآن کو اہل عجم پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ لوگ اوس پر ایمان نہ لاوینگے تو پھر فرمائے کہ مرزا صاحب کو جو کہ عجمی النسل ہیں کس طرح نبی مانیں۔ کیا خدائے پاک کے ارشاد کو صحیح سمجھیں یا ادعاء مرزا صاحب کو۔

(۱) وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَ لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۝ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ سورہ شعرا۔ ترجمہ۔ اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہے۔ اس کو امانت دار فرشتہ لیکر آیا۔ آپ کے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ بھی منذرین سے ہوں اور اس قرآن کا ذکر پہلی امتوں کی کتابوں میں ہے۔ کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں۔ اور اگر اس قرآن کو کسی عجمی پر اتارتے پھر وہ عجمی ان کے سامنے پڑھتا یہ لوگ اس کو نہ مانتے۔

(۲) وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ۔ سورہ سجدہ۔ ترجمہ۔ اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل کرتے تو یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں

نہیں بیان کی گئیں۔ یہ کیا بات کہ عجمی کتاب۔ اور عربی رسول)

نوٹ۔ مرزا صاحب پر یہ اعتراض ہوگا کہ کتاب (قرآن پاک) تو عربی میں ہے۔ اور بتلانے والے مرزا صاحب عجمی اور یہ ناممکن ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ متبع نبی کی بھی وہی زبان ہو جو صاحب شریعت نبی کی ہے اور مرزا صاحب کی مادری زبان اردو ہے۔

(۳) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ـ سورہ دخان۔ ترجمہ "ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت قبول کریں۔"

نوٹ۔ مرزا صاحب اس وصف سے محروم ہیں۔

(۴) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۱۱ سورہ مریم۔ (ترجمہ۔ اس قرآن پاک کو آپ کی زبان میں آسان کیا ہے تاکہ تاکہ پرہیزگاروں کو بشارت دیں۔ اور جھگڑنے والوں کو ڈراویں۔"

(۱۳) انبیاء بشیر و نذیر بنا کر بھیجے جاتے ہیں تا حجت الٰہی ختم ہو جائے۔ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۱۵ (ترجمہ جبتک ہم رسول کو نہ بھیجیں کسی پر عذاب کرنیوالے نہیں ہیں) چونکہ حضور سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالم کے لئے قیامت تک بشیر و نذیر بنا کر بھیجے گئے۔ اس کے بعد مرزا صاحب کی کیا ضرورت رہی۔

(۱) تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ

لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝ (سورہ فرقان ۔ ترجمہ ۔ وہ بہت برکت والی ذات ہے جس نے اپنے بندۂ خاص (محمدؐ صلعم) پر قرآن پاک اُتاری تاکہ عالمون کے لیے ڈرانیوالا ہو۔)

(۲) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ (سورہ فرقان ہمنے آپکو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔)

(۳) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ سبا۔ ہم نے تو آپکو تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے ہیں۔)

(۴) وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ۝ (سورۂ انعام ۔ ترجمہ اور یہ قرآن پاک میرے پاس بطور وحی بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ تم کو یا وہاں اُن تمام لوگون کو جن تک یہ قرآن پہنچے ڈراؤں) ۔ یعنی موجودہ لوگون اور آئندہ اُن تمام لوگوں کے لئے جس تک یہ قرآن پہنچے میں نذیر ہوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ قرآن پاک قیامت تک رہیگا ۔ اور قیامت تک کے لیئے کافۃ الناس کے آپ نذیر ہیں ۔ آپ فرماتے کہ قیامت تک قرآن پاک پر ایمان رکھنے والے بجز حضور محترم صلعم کسی دوسری ہستی کو کسطرح نذیر مان سکتے ہیں ۔ اور یہ مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کا ادعا ہے کہ مرزا صاحب نذیر بھی تھا ۔ اللہ پاک کا یہ ارشاد ہے کہ ہم قرآن پاک کے محافظ ہیں ۔ اِنَّا لَهٗ

لحٰفِظُوْنَ۔

(۱۴) انبیاء دنیا میں تشریف لاکر امتوں کو اللہ سے ڈراتے اور اپنی
اتباع اور اطاعت کے لئے محکوم فرماتے ہیں۔ اور امت کی صلاح وفلاح
ونجات اسی اطاعت و اتباع پر منحصر رہتی ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ
سورۂ سورے۔ ترجمہ (اللہ پاک سے ڈرو اور میری اطاعت کرو)

نوٹ۔ یہ آیت شریف قرآن پاک میں متعدد سورتوں میں اکثر انبیاء کی
زبانی مذکور ہے۔

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدِيْنَ فِيْهَا
وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ سورۂ نساء (ترجمہ۔ جو اللہ پاک اور رسول پاک
کی اطاعت کرے وہ ایسے جنتوں میں داخل کئے جاوینگے جن کے نیچے نہریں بہتی
ہونگی اور وہاں ہمیشہ رہنا ہے اور یہ نہایت فائز المرامی ہے۔ اور جو لوگ اللہ
اور رسول کی نافرمانی کرتے ہیں اور ان کے حدود کی تجاوز کرتے ہیں وہ ہمیشہ
کے لئے دوزخ میں داخل کئے جاوینگے اور یہ عذاب سخت ہے۔)۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ سورۂ اعراف۔
ترجمہ۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے ایسے نبی امی پر جو اللہ پر اور
اُس کے ملائکہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور اس کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ

ہوں"

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۔ ترجمہ
اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میری اتّباع کرو"

اس بحث سے واضح ہے کہ انبیاء اپنی اتّباع کے لئے محکوم فرماتے ہیں ۔ اسی طرح حضورؐ نے اپنی اتباع کے لئے محکوم فرمایا ۔ اور مرزا صاحب خود بھی مدعی اتّباع نبیٔ اُمّی ہیں ۔ پھر ایسی صُورت میں مرزا صاحب کی کیا ضرورت ۔ اس بحث کو آگے کسی قدر تفصیل سے لکھونگا ۔

(لطیفہ) جناب مرزا صاحب خود کو نبی ظلّی رسُولِ محترم صلعم فرماتے ہیں حالانکہ رسُول عربی علیہ السلام کو ظل (سایہ) نہ تھا ۔ اور جب ذات ہی کو سایہ نہ تھا تو پھر صفت کو کسطرح سایہ رہیگا ۔

(۱۵) یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ
سورۂ مائدہ ۔ ترجمہ ۔ اے محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک نے جو کچھ آپ پر اُتارا ہے اُس کو آپ پہنچا دیجئے ۔" چنانچہ احکامِ الٰہی کو حضورؐ انور نے اپنی امت میں پہنچا دیا ۔ اور حجّۃ الوداع میں اس کی نسبت تمام صحابہؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اس تبلیغ کی نسبت اقرار بھی لیا ۔ پس حضورؐ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے آجتک احکام الٰہی وارشاداتِ حضور رسالت پناہی ہم لوگوں تک پہنچے ۔ اور اسی طرح قیامت تک پہنچیں گے ۔ پھر مرزا صاحب کو تیرہ سو سال کے بعد نبی بنا کر بھیجنے کی کیا ضرورت ۔"

اور بہت سے امور ہیں جن سے ادعاء نبوت کی تکذیب ہوتی ہے

لیکن بخیال تطویل کلام امور مرقومہ پر اکتفا کیا گیا۔ غرض کہ مباحث مذکورہ سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب نہ مسیح محمدی ہیں جن کے آنیکا وعدہ کیا گیا تھا اور نہ جناب مرزا صاحب کی ضرورت ہے۔ اس طرح جزو اول تنقیح نمبر (۴) خلاف مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ فیصل کرکے جزو دوم کی جانب متوجہ ہوتا ہوں۔ اس جزو تنقیح کی نسبت مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے یہ حجت پیش فرمائی ہے کہ:-

ایمان کا سب سے اہم جزو یہ ہے کہ تمام رسولوں کو ماننا چاہئے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ رُسُلِہٖ۔ (کُتُبِہٖ کو مولف صاحب رسالہ تبلیغ نے چھوڑ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ جناب مرزا صاحب کوئی کتاب نہیں لائے۔ چنانچہ مرزا صاحب کا خود ارشاد ہے کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" ترجمہ نہ میں رسول ہوں اور نہ کتاب لایا ہوں اس لئے کتابوں کی تصدیق کی ضرورت نہیں حالانکہ کتابوں کی بھی تصدیق لازمی ہے۔) کی تعمیل لازمی ہے بغیر اسکے ایمان کامل ہو نہیں سکتا۔ اس حجت کی تائید میں آیاتِ ذیل تحریر فرمایا ہے:-

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا۔

(۲) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ

أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۝

اِس امر کی نسبت کہ نبوت غیر تشریعی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد بھی جاری ہے۔

(۴) يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

(۵) وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۝

(۶) الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۝

(۷) كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ

اگرچہ تنقیح نمبر (۴) کے جز اوّل کے تحت بدلائل یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نہ مسیح مہدی ہیں اور نہ ان کے آنیکا وعدہ کیا گیا ہے۔ بلکہ جس مسیح کے آنیکا وعدہ کیا گیا ہے

وہ مسیح ابن مریم ہیں۔ ایسی صورت میں مرزا صاحب کو ماننے یا نہ ماننے کی بحث ہی پیدا نہیں ہوسکتی۔ مگر مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے اس کے تحت چند آیاتِ قرانی کو تحریر فرمایا ہے۔ مناسب سمجھا کہ ان کا بھی جواب دیدیا جائے۔ لہٰذا حسبِ ذیل جواب دیا جاتا ہے:۔

بیشک انبیاء کی تصدیق لازمی اور جزو ایمان ہے۔ لیکن اُن انبیاء کی جن کی نسبت قرآن پاک میں اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور جس کی ابتداء حضرت ابو البشر سیدنا آدم سے شروع ہو کر حضور پرنور آقائے دوجہان سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ختم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئیگا اور نہ اُس کے تصدیق کی ضرورت ہے۔ نہ آیاتِ مرقومہ میں آنیوالے نبی کی تصدیق کے لئے محکوم فرمایا گیا ہے۔ آیاتِ ذیل سے میری بحث کی تائید ہوگی:۔

(۱) وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۂ بقر۔

ترجمہ۔ جو لوگ اس چیز پر (قرآن و نبوت) پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اُتاری گئی ہے۔ اور اُسپر جو آپ سے پہلے اُتاری گئی وہی لوگ راہ راست پر ہیں اللہ کی طرف سے اور وہی لوگ فلاح یافتہ ہیں۔

(۲) وَ لَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ

سورۂ مائدہ - ترجمہ۔ اگر یہ لوگ اللہ پر اور نبی (محمد صلعم) پر اور اُس پر (قرآن) جو آپ پر نازل کیا گیا ہے ایمان لاتے تو کبھی اُن کو دوست نہ بناتے مگر اُن میں بہت لوگ فاسق ہیں۔)

(۳) قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ سورۂ مائدہ - ترجمہ۔ آپ فرمائیے کہ اے اہل کتاب تم ہم میں کونسی معیوب بات پاتے ہو بجز اسکے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اسپر جو ہماری طرف اُتاری گئی ہے اور اسپر جو ہم سے پہلے اُتاری گئی۔ باوجود اسکے تم میں اکثر نافرمان و فاسق ہیں۔

(۴) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ -

سورۂ اعراف - ترجمہ ایمان لاؤ اللہ پر اور رسول اُمی پر۔

(۵) اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۝ سورۂ حدید۔ ترجمہ۔ اللہ پر اور محمد الرسول پر ایمان لاؤ۔

(۶) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۝ سورۂ الصف

ترجمہ۔ اے ایمان والو کیا تم کو ایسی تجارت کی اطلاع دیجائے جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے (وہ یہ ہے کہ) اللہ پر اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔"

غرض کہ آیات مذکورہ میں انبیاء سابقہ اور حضور محترم صلعم پر ایمان

لانے کے لئے حکم ہوا ہے۔ اور اسی طرح مولف صاحب رسالہ تبلیغ کے متدلہ آیات میں حکم ہے۔ لیکن قرآن پاک کی کسی آیت حضور محترم کے بعد آنیوالے انبیاء پر بھی ایمان لانا ضروری ہے نہیں فرمایا گیا ہے انبیاء قومی اصلاح کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اور قوم کے لئے انبیاء کی اتّباع لازمی ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے مسلمانوں کو اتباع نبی امی کے لئے محکوم فرمایا ہے اور فلاح دارین اسی اتباع پر منحصر رکھی گئی ہے۔ ایسی صورت میں حضور امی صلعم کی اتّباع ترک نہیں ہوسکتی تو پھر مرزا صاحب کی اتّباع کیسے ہوگی۔ اور جب مرزا صاحب کی اتّباع ناممکن ہے تو آپکی نبوت بیکار محض ہوگی۔ اور اللہ پاک کا کوئی کام بیکار نہیں ہوسکتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے تو ماننے کی کیا ضرورت۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ سورۂ اعراف۔ ترجمہ۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اے دنیا جہان کے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ پاک کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں و زمین پر ہے۔ اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی زندگی دیتا اور وہی مارتا ہے سو ایسے اللہ پاک پر اور اس کے ایسے نبی امی پر ایمان لاؤ جو خود بھی اللہ پر اور اس کے احکام پر

ایمان رکھتا ہے۔ اور اُس نبی اُمی کی اتباع کرو تاکہ تم راہ یافتہ لوگوں میں ہو جاؤ۔"

ان احکام باریتعالیٰ کا نتیجہ ہے کہ جبتک شریعت محمدؐ (تا قیامِ قیامت) دنیا میں باقی رہے راہ نجات و فلاح صرف نبی اُمی کی اتباع پر منحصر رہے گی ؎

محال است سعدیؒ کہ راہِ صفا ٭ تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

ترجمہ۔ "اے سعدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سوا کوئی رستہ سلامتی کا نہیں۔"

جسطرح اللہ پاک نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا اسی طرح حضورؐ پر اپنی نعمتیں ختم فرما دیں۔ اور حضورِ انور صلعم کے دین کو خاتم الادیان بنایا۔ اسکے بعد بھی بدبختی سے کسی اور نبی کے آنیکی خواہش کرنا یا سلسلۂ نبوت کو غیر منقطع سمجھنا کھلی کفرانِ نعمت ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ سورۂ ابراہیم

ترجمہ۔ اگر تم شکر گزار ہو مزید فضل و احسان کرونگا۔ اور اگر کفرانِ نعمت کروتو یاد رکھو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے (جو ناشکر گزاروں پر نازل ہوا کرتا ہے)۔ اس نصِ صریح سے واضح ہے کہ حضورِ خاتم الانبیاء صلعم کے بعد اور شریعتِ محمدیہؐ کے ہوتے ہوئے کسی نبی کی خواہش کرنا یا کسی کو نبی ماننا خود کو موردِ عذابِ الٰہی کرنا ہے۔ (یہ یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اُس سے زیادہ کوئی سچ نہیں کہتا۔) اور جب یہ ثابت ہو چکا کہ اب کوئی نبی

نہیں آسکتا تو پھر جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ادعار نبوت کسطرح سچا قرار پاسکتا ہے۔ اور کسطرح جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ شریعت محمدیہ میں مدعیان نبوت کو کذاب کہا گیا ہے۔

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِیْبٌ مِنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ ترمذی شریف ص۴۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جبتک قریب تیس دجال کذاب پیدا نہ ہوں اسوقت تک قیامت قائم نہ ہو گی۔ اور یہ تمام کذاب۔ دجال یہ دعوے کرینگے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔"

(۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یلحق قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی تَعْبُدُوا الْاَوْثَانَ وَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ ترمذی شریف ص۴۵ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسوقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جبتک میری امت سے مشرکین میں نہ ملجائیں اور بتوں کی پرستش کریں۔ اور تحقیق کہ میری اُمت سے تیس کذاب ہونگے۔ اور یہ تیسوں کذاب اپنی نبوت کا دعوے کرینگے حالانکہ میں خاتم الانبیار ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

قرآن پاک میں جہاں جہاں ایمان لانیکا حکم صادر فرمایا گیا ہے وہاں اللہ پاک اور حضور سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقہ اور قرآن پاک اور کتب سماوی سابقہ پر ایمان لانیکا حکم ہوا ہے۔ اور ایسے ایمان لانے والوں اور اعمالِ صالحہ کرنے والوں کو جنت کی بشارت دیگئی۔ اُسوقت حضرت مرزا صاحب کا وجود ہی نہ تھا اور مرزا صاحب ان آیات کے محمول بہ نہ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانیکے تیرہ سو سال بعد حضرت مرزا صاحب عالم وجود میں تشریف لائے اور یہ ادعا فرماتے ہیں کہ وہ متبع نبی ہیں اور متبع نبی کسی حکم کو منسوخ نہیں کرسکتا۔ اٰمِنُوْا وَ اَسْلِمُوْا کی آیات قرآنی اپنے ان ہی معنی کی حامل ہیں جو حضور اکرم صلعم کے زمانہ میں تھیں اگر کوئی شخص آج ان احکام کے بموجب (جو ابتک نافذ ہیں) حضور انور صلعم اور انبیاءِ سابقہ اور کتبِ سماوی پر ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کرے تو کیا وہ حسب مواعید باری تعالیٰ اسکو جنت نہ ملیگی (ضرور ملیگی اور بالضرور وہ مستحق جنت ہے کیونکہ وہ تمام احکام نافذ ہیں مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا سورۂ کہف۔ ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ جنت الفردوس میں ہمیشہ رہیں گے)

جب یہ مرقومہ آیت نازل ہوئی جناب مرزا صاحب عالم وجود میں تشریف نہیں لائے تھے اس لئے مرزا صاحب کی تصدیق کی ضرورت نہ تھی۔ اور اب مرزا صاحب متبع نبی ہونیکی وجہ اس آیت شریف میں کوئی رد و بدل نہیں فرما سکتے

اور اس آیت شریف کے بموجب ایمان لانیوالے اور اعمال صالحہ کرنیوالے مستحق جنت ہیں تو پھر مرزا صاحب کی نبوت کی تصدیق بے معنی ہو گی۔

مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے اس جزو تنقیح کی نسبت اپنی حجت کی تائید میں جن آیات کو پیش فرمایا ہے کسی آیت سے بھی آپ کے ادعاء کی تائید نہیں ہوتی۔ اس کے نسبت ذیل میں بحث کی جاتی ہے۔ پہلی اور دوسری مستدلہ آیات مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ الیٰ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (سورۂ نسا، رکوع ۲۱) تحریر فرما کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا صاحب کے منکرین پکے کافر ہیں۔ اس ادعاء کے صحت و عدم صحت کے لئے پوری آیت تلاوت کرنے پر معلوم ہوگا کہ یہودی قرآن پاک اور حضور محترم صلعم کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ ہم موسیٰؑ اور توراۃ پاک پر ایمان لاتے ہیں، جو کافی ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہوتا ہے کہ محض توراۃ پاک اور موسیٰ پر ایمان لانا کافی نہیں بلکہ مومن تو وہی ہے جو حضور پر اور دیگر انبیاء سابقہ پر اور کتب سماوی پر ایمان لاوے۔ چونکہ مرزا صاحب حضور محترم صلعم کے عہد مبارک میں پیدا نہیں ہوئے تھے اسلئے آپ کے متعلق ایمان لانے یا نہ لانے کی کوئی بحث ہی پیدا نہ تھی۔ اس لئے اس آیت پاک کے استدلال سے مرزا صاحب کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو صرف ذات حضور اقدس سے متعلق ہے۔ افسوس کہ مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے اس آیت کو استدلال میں پیش فرما کر کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنانا چاہتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

سورج میں لگے دھبہ قدرت کے کرشمے ہیں، بت ہم کو کہیں کافر اللہ کی قدرت ہے

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ یہ بتلادیں کہ اس تیرہ سو سال میں کسی نے دعا نبوت کیا ہو۔ اور اس کے انکار کرنے والے مسلمانوں کی نسبت کفر کا فتوی دیا ہو۔ ایسا تو کوئی واقعہ نہیں بتلایا جاسکتا بلکہ اس کے خلاف مسیلمہ کذاب کا واقعہ ہے جو مدعی نبوت تھا۔ اور مثل مرزا صاحب حضور نبی کریم کی رسالت و نبوت کا قائل تھا۔ اور حضور کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتا تھا۔ اور خود کو بھی نبی جانتا تھا۔ بعہد خلافت راشدہ خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ارتداد کی بناء پر قتل کردیا گیا۔ اور شرعاً مرتد کا قتل واجب ہے۔ احادیث نبوی جو سابق میں تحریر ہوئی ہیں ان سے حضرت عیسی کا آسمانی نزول بالتفصیل معلوم ہوتا ہے۔ یعنی حضرت عیسی شہر دمشق کے منارہ شرقی پر نزول فرمائیں گے۔ اور دجال کو قتل اور صلیب کو توڑینگے اور خنازیر کو قتل اور جزیہ کو اٹھا دینگے۔ اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینگے۔ ان سے مرزا صاحب میں ایک وصف بھی پایا نہیں گیا۔ اب آپ خود انصاف فرمائیے کہ کوئی شخص ادعا نبوت کرے اور اس کے بطلان کے صدہا دلائل قطعی ہوں۔ ایسے مدعی نبوت کے انکار پر کیا کروڑوں مسلمان کافر ہو جائیں گے۔

یہی اعتراض ان جملہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور خلفاء راشدین پر وارد ہوگا جنہوں نے مسیلمہ کذاب کی نبوت سے انکار فرماکر اوس کو قتل کر دیا تھا (نعوذ باللہ منہا) کیا یہ تمام حضرات کافر ہوگئے تھے۔ کوئی مسلم ہستی قطعاً اس کے ماننے کے لئے آمادہ نہ ہوگی۔ حضور اکرم صلعم کا ارشاد ہے کہ :-

تعلیکم بسنتی و سنۃ خلفاء الراشدین المھتدین ۔ سنن ابن ماجہ ص۵ ترجمہ (تم پر میرے اور میرے خلفا راشدین مھتدین کی سنت لازمی ہے) اس سنت کے تحت ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے خود آپ مشورہ دیجئے اس کے بعد بھی کیا آپ کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے تیار ہیں۔

تیسری آیت یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم الخ پوری آیت شریف کی تلاوت سے معلوم ہوگا کہ مشرکین و بت پرست حضور کی رسالت و قرآن کے منزل من اللہ ہونے سے منکر تھے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔ ان بت پرستوں کو ان کی حالت میں چھوڑ دو۔ اور اے مسلمانو تم اپنی حالت کی اصلاح کر لو۔ اسمیں تمہارے لئے فائدہ ہے۔ ہر ایک نفس اپنے کئے کا ذمہ دار ہے۔ بھلا اس سے مرزا صاحب کے حق میں کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

چوتھی، پانچویں و چھٹی آیات یا بنی آدم الخ مولف صاحب رسالہ تبلیغ ان آیات سے نبوت غیر تشریعی کا سلسلہ ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان آیات شریف میں صاحب شریعت و کتاب رسولوں کا ذکر ہے۔ اور مرزا صاحب کو اس قسم کی نبوت و رسالت کا ادعا نہیں۔ اور یہ مسلمہ ہے کہ اب کوئی صاحب شریعت و کتاب رسول نہ آئیگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان آیات شریف کا تعلق انبیاء سابقہ صاحب شریعت و کتاب اور حضور صلعم کی ذات سے تھا۔

آیت نمبر (۷) کلما القی الخ اس آیت شریف کا بھی مرزا صاحب سے قطعاً تعلق نہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجے گئے۔ آپ کے بعد کوئی بشیر و نذیر نہیں آسکتا (اس کی بحث آگے گزر چکی)

غرض کہ کسی آیت سے نہ حضرت مرزا صاحب کا تعلق ہے نہ مرزا صاحب کے انکار سے ایمان کا خطرہ۔ بلکہ حسب عقاید اہل سنت والجماعت انکار ضروری ہے۔ ورنہ کئی آیات قرآنی کا انکار ثابت ہوگا۔ اور یہ کفر ہے۔ آیات مرقومہ کے بعد مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ الى آخرہ۔ ترجمہ ایک شخص فرعون کی جماعت میں سے جو اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا کہنے لگا کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو اللہ کو اپنا رب کہتا ہے۔ اور اپنے رب کی نشانیاں بھی تمہارے پاس لایا ہے۔ اگر یہ جھوٹا ہے تو اسکی جھوٹ کا وبال اسی پر پڑیگا۔ اگر یہ سچا ہے تو جس جس عذاب کا وہ وعدہ کرتا ہے ضرور تم پر آئیگا۔ جو شخص حد سے زیادہ جھوٹا ہو اللہ اسکی ہدایت نہیں کرتا" کی آیت پیش فرماکر یہ تحریر فرمایا ہے کہ:۔

" خدا تعالےٰ کے فرستادوں کی تکذیب کرنا اور اون کی نہ سننا اور عقل سے کام نہ لینا مستوجب سزائے الٰہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے ایک مرد مؤمن کے ذریعہ اس مسئلہ کا فیصلہ بذریعہ آیت مرقومہ فرمایا ہے۔ اس قرآنی فیصلہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کا کام یہ ہے کہ وہ مان لے نہ مان لینے میں نقصان ہے۔ ماننے میں نقصان نہیں۔ اور یہی مؤمن کے لئے سیف سائڈ ( )

ہے۔ پس اس قرآنی فیصلہ کو ہم حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دعووں سے متعلق کرکے دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس قرآنی فیصلہ کے بموجب یہی بہتر ہے کہ ہم مان لیں۔ قسم شریعت میں حجت ہے۔

پس حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ و علیہ السلام بھی شرعی قسم کھا کر اسطرح اپنا دعویٰ پیش کرتے ہیں ؎

واللہ ہم چو کشتیٔ نوحم ز کردگار ؂
بے دوست آنکہ دور بماند ز لنگرم

ترجمہ۔ اللہ کی قسم ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح عذاب الٰہی کی غرقابی سے مخلوقِ خدا کو محفوظ رکھنے کیلئے آیا ہوں۔ جو شخص میری کشتی سے دور رہیگا۔ وہ بدنصیب ہے۔"

ان تمام احکامِ قرآنی سے یہی ایک حکم ملتا ہے کہ خواہ مرزا صاحب سچے ہوں خواہ جھوٹے۔ ہماری بھلائی انہیں مان لینے میں ہے۔ اگر مرزا صاحب جھوٹے ہوں اور ہم ان کو مان لیں تو جھوٹے کو سچا مان لینے سے ہم گھاٹے میں نہیں رہیں گے۔ کیونکہ قرآن میں ہے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ۔ اللہ تمہارے مان لینے کو ضائع نہیں کرنیوالا ہے۔ اللہ لوگوں پر شفقت اور رحمت کرنیوالا ہے۔"

پس ہم حضرت مرزا صاحب کو مان کر گھاٹے میں نہیں رہتے اور یہی ہمارے اس ٹریکٹ تبلیغی کا مقصود ہے۔ انتہیٰ۔

آیت مرقومہ نمبرا موجودہ بحث سے بالکل غیر متعلق ہے کیونکہ فرعون نے معجزات دیکھتے کے باوجود حضرت موسیٰ کے قتل کی ٹھان لی تھی۔ فرعون کی جماعت سے ایک شخص پوشیدہ طور پر ایمان لایا ہوا تھا۔ اس نے فرعون کو

یہ نصیحت کی کہ حضرت موسیٰ کا قتل نامناسب ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی رسالت پر معجزات دکھلائے جس کی کوئی تردید نہیں کیجا سکی۔ تمام ساحروں پر غالب آگئے۔ اور ساحر ایمان لائے۔ اس صورت میں تو چاہیے ایمان لاؤ کہ نہ لاؤ لیکن انکا قتل کسی حالت میں درست نہیں ہو سکتا۔ ان کی سچائی کا ثبوت اون کے دکھلائے ہوئے معجزات کے سوا اور مواعید بھی ہیں جن کا وہ اظہار فرما رہے ہیں اگر تجھے ان کے معجزات پر اعتقاد نہیں ہے تو صبر سے کام لے۔ مواعید کا بھی انتظار کر لے۔ اگر وہ سچے ہیں تو ضرور وہ بھی آ کر رہیں گے۔ قتل میں عجلت نامناسب ہے۔ بھلا یہاں کون حضرت مرزا صاحب کو قتل کر رہا ہے۔ جس کی نسبت مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ لوگوں کو قتل سے منع فرما رہے ہیں۔ وہ کونسا عصائے موسیٰ و ید بیضا کا معجزہ مرزا صاحب سے مشاہدہ فرمایا گیا۔ جس کی بناء پر مرزا صاحب کو خواہ مخواہ نبی منوایا جا رہا ہے۔ اور مرزا صاحب کے وہ کون سے مواعید تھے جس کی بناء پر نہ ماننے والوں پر قوم فرعون کی طرح (خون۔ قمل۔ مینڈک زمین میں رہنا۔ غرقاب ہونا وغیرہ) عذابات کا نزول ہوا۔ حالات مبینۂ حضرت موسیٰ کو ہم یہاں مرزا صاحب سے متعلق کر کے دیکھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا صرف ادعا ہی ادعا ہے۔ اور حالاتِ حضرت موسیٰؑ سے کوئی تعلق نہیں پاتے تو پھر مرزا صاحب کو بلا دلیل کسطرح مانا جا سکتا ہے (اس کی نسبت مفصل بحث آگے آ چکی ہے) قسم شریعت میں فی الحقیقت حجت ہے لیکن مرزا صاحب کی قسم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم اور احکام قرآنی کے خلاف ہے حضورؐ قسم سے فرماتے ہیں کہ قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی جبتک کہ حضرت

عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان سے نزول نہ فرمائینگے۔ (اس حدیث کو پہلے لکھ چکا ہوں)
اور مرزا صاحب اس سے انکار فرما کر خود کو مسیح موعود فرماتے ہیں۔ اور
حضور انور صلعم مسیح موعود کے جسقدر علامات فرمائے ہیں ان سے مرزا صاحب
میں ایک علامت بھی ہم نہیں پاتے ہیں۔

اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں نے نبوت ختم کر دی اور سلسلہ رسالت مسدود
کر دیا۔ اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مرزا صاحب ان
تمام احکام قرآنی واحادیث نبوی کے خلاف خود کو نبی جانتے ہیں اور دنیا کے
تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ پھر آپ فرمائیے کہ مرزا صاحب کی قسم کا کس
طرح اعتبار کیا جاسکے اور کس طرح صحیح مان لیجائے۔ ایک منٹ کیلئے بھی آپ کی
قسم کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

حضور صلعم جب دنیا سے پردہ فرماتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ وَ اَنَا
تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَ اَهْلَ بَيْتِي۔ مشکوٰۃ۔ ترجمہ۔
میں تم دونوں گروہوں (جنؔ انس) کے لئے قرآن پاک اور اہل بیت چھوڑ
جاتا ہوں۔"

حضور صلعم نے انسان وجن دونوں گروہوں کی سلامتی و نجات کیلئے
قرآن پاک اور اہل بیت کی کشتی چھوڑتے ہیں اور مرزا صاحب مسلمانوں کو
اپنی قادیانی کشتی کی دعوت دیتے ہیں۔ کیا ایک غلام کے لئے آقا کے اس
ارشاد کے بعد اس طرح جداگانہ کشتی بناکر آقا کی امت کو اپنی کشتی میں سوار ہونے کی
دعوت دینا زیبا ہے۔ (ہرگز شایان شان نہیں) محمود محمود ہی ہے۔ اور ایا نایا

ایاز قدرِ خود بشناس

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کا یہ ارشاد کہ:

"اگر مرزا صاحب جھوٹے ہوں اور ہم ان کو سچا مان لیں تو جھوٹ کو سچا ماننے سے ہم گھاٹے میں نہیں رہیں گے۔ کیونکہ قرآن میں ہے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ۔ اللہ پاک تمہارے ایمان کو ضائع کرنیوالا نہیں۔"

پوری آیت کی تلاوت کے بعد مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کے حجت کی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی۔ پوری آیت حسب ذیل ہے:۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ سورۂ بقرہ ترجمہ۔ اب تو بیوقوف لوگ ضرور کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو ان کے سابق قبلہ سے (یعنی بیت المقدس تک) جس طرف منہ کرتے تھے کس بات نے پھیر دیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان بیوقوفوں سے فرما دیجئے کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے۔ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ

بتلادیتا ہے۔ اور ہیں نے تم مسلمانوں کو ایسی جماعت بنادی ہے جو ہر پہلو کر
نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم مخالف لوگوں کے مقابلہ میں گواہ رہو۔ اور
تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے گواہ ہیں۔ اور جس سمت قبلہ پر
آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس لئے تھا کہ ہمکو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے۔ اور کون پیچھے ہٹتا ہے۔ اور یہ قبلہ کا بدلنا
منحرف لوگوں کے لئے بڑا بوجھ ہے۔ مگر جن لوگوں کو اللہ پاک نے ہدایت
فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالی ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کرے
اور حق تعالے تو ایسے لوگوں پر نہایت شفیق و مہربان ہے۔"

ادعا کیا تھا استدلال میں کون سی آیت شریف پیش کیگئی۔ معنی مطلب
کیا بیان کئے گئے۔ مقصود بیان تو یہ تھا کہ اگر جھوٹے نبی کو مان لیں اور اسپر
ایمان لاویں تب بھی ایمان ضائع نہیں ہوتا۔ اور استدلال میں آیت مرقومہ
کو پیش فرمایا۔ یہ آیت شریف تو تحویل قبلہ سے متعلق ہے۔ ارشاد خداوندی یہ
ہے کہ تحویل قبلہ سے ایماندار وں کا ایمان ضائع کرنا مقصود نہیں۔ کیونکہ اللہ
پاک بڑا شفیق و مہربان ہے۔ بلکہ یہ منشا ہے کہ منحرف اور مذبذب اور منافقین
کا امتحان اور آزمائش ہے۔ اور یہ تحویل قبلہ ان کے لئے بہت شاق ہوگا۔ رسالہ
تبلیغ میں مولف صاحب نے یہی طرز بیان اختیار فرمایا۔ کم علم اور جہلا کو مولانا کا
یہ طرز بیان تذبذب میں ڈالدیگا۔ اسی کے ازالہ کے لئے یہ رسالہ "نور حق"
لکھا گیا ہے۔ مبلغ کا تو یہ کام ہے کہ وہ اپنے مذہبی تخیل کو صداقت کے ساتھ
وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ کے تحت بیان کردے۔ اور ہر حجت شک و شبہ

پاک اور صداقت پر مبنی ہوتا کہ اوسپر دارو گیر نہ ہوسکے۔ کیا مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کے نظریہ کے تحت اگر کوئی مسلمان قسم کھا کر یہ کہے کہ وہ نبی ہے تو کیا کوئی مسلمان اس کے انکار پر کافر ہو جائیگا۔ ہرگز نہیں ورنہ نظامِ عالم درہم و برہم ہو جائیگا۔ اور ہر شخص نبوت کا ادعا کرے گا۔ اور سچوں اور جھوٹوں میں تمیز کا کوئی معیار باقی نہیں رہیگا۔ بہرحال مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کی حجت کسی حالت میں صحیح نہیں ہوسکتی۔

مولانا نے ایک حجت یہ بھی فرمائی ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا۔ ترجمہ۔ جبتک ہم رسولوں کو بھیج کر مطلع نہیں کرتے اسوقت تک ہم عذاب نہیں کرتے۔" عذابات تو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ لیکن خدا کے دستور کے موافق کسی رسول کا پتہ نہیں لگتا۔ مرزا صاحب آگئے۔ اسکا جواب سابق میں ادا کیا گیا ہے کہ حضور سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ عالمین کی ہدایت کے لئے بشیر و نذیر اور رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔ اور چونکہ آپ خاتم الانبیاء تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی آنیوالا نہ تھا۔ اور قیامت تک کے لئے بشیر و نذیر تھے اس لئے اس سنت الٰہی کے تحت آپ نے قیامت تک جملہ واقعات اور عذابات کی پیش گوئی فرمادی جس سے صحاح ستہ اور دوسرے احادیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اور وہ پیش گوئی لفظ بہ لفظ صحیح ہو رہی ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ ترجمہ۔ آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے مگر وحی پر۔" اس

نبوت کے اختتام کے بعد اب حضرت مرزا صاحب کے تشریف لانیکی کیا ضرورت رہی۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۔ سورۂ ترجمہ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو عذاب شدید سے ڈرانیوالے ہیں"۔ قرآن پاک میں اور کئی آیات ہیں جس میں سے کچھ تو اس سے پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔ اور کچھ بخوف طوالت نہیں لکھی گئیں۔

اس استدلال کے بعد مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ نے سورۂ آل عمران کی رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا کی آیت تحریر فرما کر یہ ادعاء فرمایا ہے کہ اس ادعاء کو صحیح طور پر پورے یقین کے ساتھ احمدی جماعت کے سوا کوئی اسلامی جماعت نہیں پڑھ سکتی۔ کیونکہ جماعت احمدی نے اسلام کے درد مند ہی خواہ منادی و مراد مرزا صاحب سے ہی ہے۔ رسالۂ نورحق) کو دیکھا اور اسکی ندائیں سنیں اور اوس کو مان لیا) آیت مرقومہ پوری حسب ذیل ہے:۔

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۔ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۔ سورۂ آل عمران۔ ترجمہ۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے (مراد صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پکارنیوالے (محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے لئے اعلان کر رہا ہے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔ برائیوں کو بھی ہم سے زائل کر دے۔ اور ہمکو نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے ہمارے پروردگار ہمکو وہ چیز بھی دے جسکا ہمسے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ وعدہ فرمایا تھا۔ اور ہمکو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے۔ یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔ سو ان کے رب نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو ضائع کرنیوالا نہیں ہوں۔ خواہ وہ مرد ہو۔ یا عورت۔ پس جن لوگوں نے وطن ترک کیا۔ اور اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور تکلیف دیگئی اور میری راہ میں جہاد کیا اور شہید ہوگئے۔ ضرور اُن لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دونگا۔ اور ضرور انکو ایسے باغوں میں داخل کر دونگا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی۔ یہ اللہ کے پاس سے بدلہ ملیگا۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا بدلہ ہے۔"

اس آیت شریف کا تعلق اُن صحابۂ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ پر ایمان لائے آپ کے ساتھ ہجرت کی۔ گھربار۔ مال و منال اور وطن چھوڑ دئے۔ بدر، حنین و احد میں لڑے۔ حضور محترم صلعم پر جان نثار کی۔ گھروں سے نکال دئے گئے۔

بے انتہا تکالیف اٹھائیں۔ جہاد کیا۔ اور شہید ہوئے۔ مگر بدلہ پانے کے لئے مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ حق خود کو مستحق سمجھتے ہیں۔ اور صرف اس آیت شریف کی تلاوت فرماکر جنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَاب مِنْ عِنْدِ اللّٰہ کے امیدوار خود کو تصور فرماتے ہیں۔ یہ مولانا کی خوش اعتقادی معلوم ہوتی ہے ورنہ ارشاد باری تو یہ ہے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ترجمہ۔ انسان کو وہی ملیگا جس کی اُسنے کوشش کی" نہ مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے ہجرت کی اور نہ خارج البلد ہوئے۔ اور نہ تکالیف پائیں نہ کسی کو قتل کیا اور نہ خود قتل ہوئے۔ پھر کیسے اس آیت شریف کے مندرجہ انعامات پانیکے مستحق ہونگے۔

مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ :۔

" جن لوگوں نے موعود کو مان لیا ہے وہ اس کشتی میں سوار ہوگئے۔ اور اون دوسرے بھائیوں کو جو ہنوز اوس کشتی میں سوار نہیں ہوئے" اِرکب معنا" کی صدا دیرہے ہیں۔ اور اللہ کے وعدہ وَیَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ ۔ ترجمہ" آئیں گے تیرے پاس پیادہ پا۔ اور ہر قسم کی سواریوں پر دور دراز راہ سے بھی" کے ایفاد کے لئے دست بدعا ہیں۔

آیت یَاْتُوْكَ رِجَالًا مرقومہ سے پڑھنے والے کو یقیناً یہ خیال ہوگا کہ یہ آیت شریف خاص مرزا صاحب کی شان میں نازل ہوئی ہے اور

اللہ پاک نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب مرزا صاحب پیدا ہو کر ادعار نبوت فرمائیں گے تو اسوقت لوگ آپکی نبوت کی تصدیق کے لئے ہر قسم کی سواریوں میں دور دراز راہوں سے اپنے منفعت کے حصول کے لئے مرزا صاحب کے پاس قادیان کو چلے آوینگے۔ کیونکہ آیت شریف جس مقام سے تحریر فرمائی گئی ہے۔ اور مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کا ایفاء کے لئے دست بدعا رہونا صراحتاً مذکورہ امور پر دلالت کرتا ہے۔ کیا مؤلف صاحب رسالہ تبلیغ کا یہ طرز تحریر پوری آیت مرقومہ ذیل کی تلاوت کے بعد وقار کو قائم رکھ سکتا ہے۔ کیا کوئی انصاف پسند اس طرز بیان کو پسند کریگا۔ ہرگز نہیں۔

وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىٕسَ الْفَقِیْرَ ؇ سورہ حج۔ ترجمہ۔ اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلا دی۔ اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا۔ اور میرے اس گھر کو طواف کرنیوالوں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے پاک رکھنا (اور یہ بھی حکم دیا کہ اے ابراہیمؑ) لوگوں میں حج کے فرض ہونیکا اعلان کردیجئے۔ تاکہ لوگ تمہارے پاس حج کے لئے چلے آوینگے پیادہ پا اور دبلی اونٹنیوں پر بھی دور دراز راہوں سے اپنے فوائد کے لئے تاکہ

ایامِ معدودہ (ایامِ قربانی) میں ان مخصوص چوپایوں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں (بسم اللہ اللہ اکبر کہیں) جو اللہ نے انکو عطا کئے ہیں۔ پس کھاؤ اور کھلاؤ بھوکے فقیر کو"۔

آیت شریف کیا ہے۔ کس استدلال میں پیش کی گئی۔ اور آیتِ شریف کے کسطرح ٹکڑے کر دئے گئے۔ اور اس کے کیا معنی لئے گئے۔ اور کہاں سے شروع کیگئی اور کہاں ختم کیگئی۔ یہ نہایت غور طلب امور ہیں۔ آیتِ شریف کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ مقامِ معینہ میں کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر کرکے اسکو پاک وصاف رکھیں۔ اور لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان فرمائیں تاکہ لوگ دور دراز مقامات سے آکر اپنے دینی و دنیوی فوائد حاصل کریں۔ اس آیت کو کسطرح مرزا صاحب کی شان میں ظاہر فرمایا گیا ہے اور لطف تو یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب فریضۂ حج سے بھی سبکدوش نہیں ہوئے یہ تو کلام پاک سے گستاخی ہے۔ اس سے احتراز ضروری ہے۔ الغرض جسقدر تنقیحات رسالۂ تبلیغ میں قائم فرمائی گئی تھیں۔ وہ تمام خلاف مؤلف صاحب رسالۂ تبلیغ فیصل ہوئیں جس کا آخری

فیصلہ

یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان پر جسمانی و بشری حالت میں زندہ ہیں اور حضرت عیسیٰؑ صاحب شریعت و کتاب رسول تھے اور وہی حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان سے تشریف لاکر بحیثیت امتِ محمدیؐ اصلاح امت کی خدمت کو انجام دینگے کسی اور عیسیٰ النفس ہستی کی امتِ محمدیہؐ میں ضرورت نہیں۔ اور حضرت محمد الرسول اللہ صلعم مثیل موسیٰ

نہ تھے بلکہ سید الرسل سردار اور خاتم الانبیا ہیں اور حضور محمد الرسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب نہ مسیح مہدی ہیں اور نہ نبی اور نہ انکو ماننے کی ضرورت ہے اور نہ حسب عقائد اہل سنت والجماعت انکو ماننے کے بعد ایمان باقی رہ سکتا ہے

خاتمۃ الکتاب

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ط سورہ آل عمران۔ آیت مذکورہ میں اللہ تعالےٰ نے الفت واتحاد کو ایمان والوں کے لئے نعمت فرماکر یہ احسان جتلایا کہ جسوقت تم لوگوں میں باہمی عناد و دشمنی تھی اُسوقت میں نے اپنے فضل واحسان تمہارے قلوب میں الفت پیدا کرکے رشتہ اخوت قائم کر دیا۔ اگر اسطرح بھائی چارگی قائم نہ کیجاتی تو تم لوگ بھی دوزخ کا ایندھن ہوجاتے پس تم اس نعمتِ عظمیٰ کو نہ چھوڑو اور باہمی اختلافات نہ پیدا کرو اور اللہ پاک کی اس (قرآن پاک واتباع حضور سید الموجودات) کو مضبوط پکڑے رہو ورنہ تمہارے لیے بھی دوزخ تیار ہے۔ بھائیو غور کرو اور انصاف سے کام لو دیکھو قرآن کریم کو نزول فرماکر تیرہ سو سال سے زائد عرصہ ہوتا ہے۔ لاکھوں علماء اولیاء اللہ صلحاء محدثین مفسرین پیدا ہوئے لیکن آجتک کسی نے حضرت مرزا صاحب کی طرح خلاف اجماع امت قرآن پاک کی تعبیر وتفسیر نہیں فرمائی کیا صحابہ وتابعین وتبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ کوئی اور ہستی مطالب معانی قرآن پاک کے سمجھنے کا ادعا کرسکتی ہے اور وہ ادعا حق بجانب ہوسکتا ہے حضور انور

فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ۔ ترجمہ اللہ پاک میری امت کو گمراہی پر مجتمع نہیں فرماتا" کیا اس حدیث شریف کے خلاف تمام علماء و صلحاء و مفسرین گمراہ ہو آجتک قرآن پاک کے معنی غلط رہے تھے صرف حضرت مرزا صاحب قرآن پاک کے صحیح معنی فرما رہے ہیں حضرت مرزا صاحب کی اس جدید تخیل کی وجہ امت مرحومہ میں جو اختلاف پیدا ہو گیا ہے اسکا الزام کس کے رہیگا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ کے کون مورد ہو رہے ہیں۔ لہذا ایسے اختلاف کا وقت نہیں مسلمان کمزور ہو رہے ہیں کیا کروڑوں مسلمانوں کو مٹھی بھر جماعت مرزائیہ دائرہ اسلام خارج کر سکتی ہے بجائے اس کے کہ موجودہ اختلاف کو مٹایا جائے مزید اختلافات پیدا کئے جا رہے ہیں منھم اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ کے تحت میں کو ایسی خیر کی طرف دعوت دیتا ہوں جو عہد مسعود رسول اللہ صلعم سے جناب مرزا صاحب کے دعاء نبوت تک ہمارے اور آپکے آبا و اجداد بلا اختلاف کامزن تھے اور رسول اکرم صلعم کے اسوۂ حسنہ اور قرآن مجید کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ (دین میں ہر ایک نئی بات گمراہی ہے) اس جدید تخیل سے باز آئیے۔ کیونکہ ہدایت کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور گمراہی کے ہزاروں۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ✽ چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

بارگاہ رب العزت میں نہایت عجز و ادب کے ساتھ بخلوص دل دعا کرتا ہوں کہ خدایا جملہ مسلمانوں کو اسوۂ حسنہ پر رہنے کی توفیق عطا فرما۔ اور نور حق سے مسلمانوں کے قلوب کو منور کر اور آپس کے باہمی اختلاف کو دور فرما۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

سید اولیاء قادری
وکیل ہائی کورٹ مستقر ہنمکنڈہ

المرقوم ۱۲ رجب ۱۳۵۱ھ